بسم اللہ الرحمن الرحیم

"بحمدہٖ تعالیٰ یہ مبارک رسالہ کاشف شبہات دیوبندیہ، قاطع عذرات نجدیہ، جس میں کمال متانت سے احقاق حق وردّ باطل فرمایا ہے، اللہ بنظر انصاف دیکھئے کہ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور جو نہ دیکھے یا بے انصافی برتے تو حجت الٰہیہ قائم ہوچکی حساب واحد قہار کے یہاں ہے"

مسمّٰی بنام تاریخی

# الموت الاحمر

## علیٰ کل انحس اکفر ۱۳۳۷ھ

ملقب بلقب تاریخی

هشتاد بید و بند بر مکاری دیو بند ۱۳۳۷ھ

یعنی کفریات وہابیہ دیابنہ پر دلائل و براہین کی

# اسّی لاٹھیاں

تصنیف لطیف

علامہ دُہر فہامہ عصر حضور پرنور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج شاہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہ العزیز

ترتیب جدید

حضرت مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، معاون ناظم: جامعۃ الرضا، مرکز نگر بریلی شریف

# فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | تقدیم.............................. | ۵ |
| ۲ | امضائے نامۂ اوّل مصطفوی.................. | ۷ |
| ۳ | امضائے نامۂ دوم مصطفوی بنام تھانوی............ | ۱۲ |
| ۴ | امضائے نامۂ سوم مصطفوی بنام تھانوی............ | ۱۷ |
| - | **بحث اوّل تکفیر گنگوہی** | - |
| ۵ | وہابیہ ملاعنہ کے اقوال کفریہ.................. | ۱۹ |
| ۷ | اوّلاً موضوع بحث اور ثانیاً، ثالثاً، رابعاً، خامساً، سادساً ردّ...... | ۲۲ |
| ۸ | حضور ﷺ پر صبح وشام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں....... | ۲۴ |
| ۹ | علم عطائی بھی "شرک" نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟........ | ۲۶ |
| ۱۰ | حضور ﷺ کے علم کا معتقد "شرک" میں ابوجہل کے برابر...... | ۲۸ |
| ۱۱ | گنگوہی کے یہاں تقویۃ الایمان کے سارے مسائل صحیح ہیں.... | ۳۰ |
| ۱۲ | علم عطائی کا قائل بھی مشرک ہے.................. | ۳۱ |
| ۱۳ | گنگوہی کی عبارت امکان شرکت خدا کی مظہر............ | ۳۳ |
| ۱۴ | بے اصل عبارت سے عوام کو فریب دہی کی کوشش.......... | ۳۵ |
| ۱۵ | گنگوہی کا خود اپنی ہی عبارت سے مشرک ہونا............ | ۳۶ |
| ۱۶ | غیر خدا کو نہ مانو! مگر شیطان وہابیہ کے یہاں عین خدا ہے..... | ۳۷ |
| ۱۷ | وہابیہ سے سوال کہ کیا حضور ﷺ کو علم ذاتی تھا؟.......... | ۳۸ |
| ۱۸ | خاتم النبیین کے معانی نانوتوی کی زبانی.............. | ۴۱ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| - | **بحث دوم تکفیر نانوتوی** | - |
| ۱۹ | شان رسالت پناہ میں صریح گستاخیاں.............. | ۴۲ |
| ۲۰ | ختم نبوت بمعنی معروض کو تأخر زمانی لازم ہے.......... | ۴۳ |
| ۲۱ | حضور ﷺ کا خاتم بمعنی آخر الانبیاء ہونا جہلاء کا خیال ہے...... | ۴۵ |
| ۲۲ | دیوبندیہ ہذیانات و کفریات کے انبار.............. | ۴۶ |
| - | **بحث سوم تکفیر فقہی اسمٰعیل دهلوی** | - |
| ۲۳ | مقدمہ ۱/۲ر تاویل کے اقسام............ | ۴۹ |
| ۲۴ | مقدمہ ۵ر دیوبندیوں کی تکفیر کس مذہب پر ہے........... | ۵۱ |
| ۲۵ | متعین و متبین کے روشن مباحث............... | ۵۳ |
| ۲۶ | فاضل بریلوی پر دیوبندیوں کے افتراءات............ | ۵۷ |
| ۲۷ | تھانوی کا خود کو خارج از اسلام تسلیم کرنا............ | ۶۱ |
| ۲۸ | وہابیہ کا کفر بکتے بکتے تکفیر سنتے سنتے سُنّ ہوجانا........ | ۶۴ |
| ۲۹ | تھانوی کی براہ تجاہل عارفانہ فرار کی کوشش.......... | ۶۶ |
| ۳۰ | تذئیل جلیل: تناقضات کی بہاریں............ | ۶۸ |
| ۳۱ | گنگوہی کا شاہ ولی اللہ و امداد اللہ صاحب کو مشرک ٹھہرانا...... | ۶۹ |
| ۳۲ | وہابیہ کا اپنوں کے کام اور اپنوں کے نام سے صرف نظر......... | ۷۰ |
| ۳۳ | حضور ﷺ کو مشکل کشا کہنا مباح لیکن دافع البلاء کہنا گمراہی... | ۷۳ |
| ۳۴ | حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا حضور ﷺ کو دافع البلا کہنا........ | ۷۵ |
| ۳۵ | محمود الحسن دیوبندی کی کج فہمی | ۷۷ |
| ۳۶ | تھانوی سے ۸۰ ردّ قاہر کے جوابات کا مطالبہ........ | ۷۹ |

# تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد لله الذی صدق وعده ونصر عبده واعز جنده وهزم الا حزاب وحده وکان حقا علینا نصر المؤمنین وافضل الصلاة و اکمل السلام علی من اید نا علیٰ عدونا فاصبحنا ظاهرین صلی الله علیه وسلم وعلیٰ اٰله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین ابدالاٰ بدین اٰمین.**

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہمیں حق پر کیا اور حق کو غلبہ دیا بحمد اللہ تعالیٰ چالیس ۴۰ رسال سے زائد ہوئے کہ آستانہ رضویہ سے وہابیہ و دیوبندیہ پر الٰہی مار، محمدی وار پڑ رہے ہیں اور انکے اکابر کچھ مر گئے کچھ سسک رہے ہیں اور جواب ناممکن **وما یبدئ الباطل ومایعید.** گنگوہی صاحب و نانوتوی صاحب دونوں مناظرے سے صاف استعفادے چکے مگر اذناب مرے پیچھے پکار کئے جاتے ہیں اور جہاں کوئی سامنے آیا منہ چھپاتے ہیں۔

جناب تھانوی صاحب کے ان نادان دوستوں کی مرضی نہیں کہ کسی طرح تھانوی صاحب کی چین سے کٹے وہ بیچارے ہیبت کے مارے خاموش روپوش اور یہ چاری لگائے جاتے ہیں ہر بار منہ کی کھاتے ہیں مگر مکر و کید سے باز کب آتے ہیں اب ایک مدت سے تھانوی صاحب گھر کے کونے میں کچھ چین سے بیٹھے اگلے وار دن سے سر سہلا رہے تھے کہ اذناب نے پھر دبایا ذی الحجہ گزشتہ میں تھانوی ہمت کو ایک لونڈے کا لباس پہنا کر اس خوش کن بھیس میں آستانۂ عالیہ پر حاضر کیا جس نے بہت کچھ طلب تحقیق کی چھب دکھائی براہین قاطعہ گنگوہی صاحب کا وہ شیطان والا قول

سنکر بے تکان کہا کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے جب براہین میں دیکھا نیچے کی سانس نیچے اور اوپر کی اوپر تھی اسے غور کی ہدایت فرمائی گئی اور یہ کہ آستانہ پر حاضر ہوا کرو تمہارا کرایہ دیا جائے گا۔

ایک مدت کے بعد ۷ محرم کو مراد آباد و مدرسہ شاہی مسجد سے ایک[1] خط ۶ محرم کا لکھا آیا جس میں اس شیطان والے قول کا تو کچھ تذکرہ نہیں جاہلانہ دو شبہے دکھائے "المعتمد المستند شریف" میں ارشاد ہوا ہے کہ اور نبوت کا محض امکان ذاتی ماننے پر کافر نہ کہیں گے ہاں خاتم النبین دو ہونا محال بالذات ہے یعنی جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل محال بالذات ہے، ایک شبہ اس پر تھا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی کیوں تکفیر کی گئی، دوسرا شبہ جناب اسمٰعیل صاحب دہلوی کی تکفیر فقہی پر جس پر سارے کے سارے دیوبندی نالاں ہیں کہ ہائے ہائے توابع کو امام سے چھڑالیا ان کی قطعی تکفیر کی اسے فقہاً کافر بتایا۔

بحکم حدیث "المؤمن غر کریم" خیال ہوا کہ شاید واقعی تحقیق طلب ہو فوراً ۸ محرم کو فاضل نوجوان استاذی و ملاذی جناب مولانا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض المعنوی والصوری نے یہ جواب امضا فرمایا۔

---

[1] خط اوّل تھانوی صاحب باطنی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں حضور سے رخصت ہو کر بخیریت تمام مراد آباد پہنچا حضور کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضور کی تصانیف کا مطالعہ شروع کر دیا المعتقد صاحبزادے صاحب سے لے آیا تھا اور دیگر کتب مثل حسام الحرمین اور الکوکب شہابیہ وغیرہما کے یہاں کے بعض متعارفین سے دستیاب ہوئیں الحمد للہ ان کتب مذکورہ کے مطالعہ سے عجیب عجیب مضامین پر عبور ہوا اور بعض مقام پر حضور کا اور اہل دیوبند کا اتفاق پایا مثلاً خاتم النبیین کی بحث کرتے ہوئے اہل دیوبند نے امکان ذاتی کا ثبوت دیا ہے اور حضور نے بھی امکان ذاتی ہی کے جواز کی تصریح کی ہے چنانچہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹ سطر ۲/۱ اس پر شاہد ہے اب فرمائیے آپ میں اور اہل دیوبند میں کیا فرق ہے عبارت یہ ہے اما الذاتی فلا یحتمل الاکفار اس تصریح کے بعد آپ میں اور دیوبندیوں میں کچھ خلاف باقی نہیں رہتا یعنی امکان وقوعی نہ جناب کے ہاں درست نہ دیوبندی کے ہاں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

# امضائے نامۂ اوّل مصطفوی

(ا) آپ کا خط آیا آپ نے ''براہین'' کی عبارت دیکھنے سے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہو سکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کیلئے ثابت کی جائے گی شرک ہی ہو گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا اور اس پر آپ کو بتایا گیا تھا کہ براہین میں جس علم کا نبی ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں خود اس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا آپ نے کہا ایسا ہے تو اسلام سے کوسوں دور ہے اس پر آپ کو کتاب براہین دکھا دی گئی اب دیکھنے کے بعد آپکا وہ ایمان کہ یہ اسلام سے کوسوں دور ہے براہین والے کے لئے اس جوش پر نظر نہ آیا جس پر آپکو غور کی ہدایت کی گئی خیال تھا کہ اس کافی مدت میں غور کر لیا ہوگا اور للہ انصاف ایسی غور کی بات بھی کیا تھی کیا کوئی مسلمان گمان کر سکتا ہے کہ اللہ کا شریک ہونا ایک مخلوق سے منتفی اور دوسرے کیلئے ثابت ہو اور وہ بھی اس اندھی تفریق سے کہ اتنا عظیم مرتبہ کہ خدا کی صفت خاصہ میں شریک ہونا نبی ﷺ سے تو زائل اور ابلیس کو حاصل تلک اذن قسمة ضیزیٰ۔

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور امکان ذاتی کے آپ بھی قائل جیسا کہ دیوبندی قائل ہیں پس اس صورت میں میری ناقص فہم میں یہ نہیں آتا کہ اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی اس شدومد سے کیوں تکفیر کیگئی جبکہ حضور بھی انھیں کے ہم نوا معلوم ہوتے ہیں، پنجشنبہ گزشتہ کو قصد کیا تھا کہ بریلی حاضر ہو کر حضور کی زیارت اور قدمبوسی بھی کر لوں اور اس شک کو بھی زائل کر دوں لیکن نامساعدت روزگار اور ناموافقت بخت برگشتہ مانع رہی، اسباب سفر مہیا نہ کر سکا حتیٰ کہ ایک طرف کا بھی کرایہ نہ ملا مجبوراً اس شک کو بذریعہ تحریر کے حضور تک پہنچایا اور الکوکب شہابیہ کے مطالعہ نے تو نہایت ہی خلجان اور اضطراب اور وحشت طبیعت میں پیدا کر دی اس وقت سے بیحد افسوس ہے دیکھئے اب کیا مقدر میں ہے اسطرف طلب حق ہر وقت بیچین بنائے رکھتی ہے اُسطرف اسکے مطالعہ نے بہت ہی برا اثر قلب پر ڈالا وہ مضمون جس نے طبیعت کو متوحش بنا دیا یہ ہے آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اسکے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب و شتم دے وہ شخص باجماع امت کافر اور مرتد اور بددین ہے اور جمیع فقہاء کرام کا یہی مذہب ہے اور جو اسکے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مگر آپکے خط میں اسکا کچھ ذکر نہیں یہ اگر اس بنا پر ہے کہ واقعی آپ حق سمجھ لئے اور اسی ابتدائی جوش ایمان پر قائم ہو گئے اور جان لیا کہ واقعی براہین والا اور حرف بحرف اسکی تصدیق کرنے والا اور انکے موافقین و متبعین نے شیطان لعین کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانا اور یہ سب مشرک و شیطان پرست ہوئے ایسے شرک سے مشرک جس میں باقرار براہین کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو صاف فرما دیجئے معلوم ہو جائے گا کہ بحمدہ تعالیٰ کفر دیو بندیان میں آپ کا شبہ منکشف ہو گیا آپ بھی سمجھ لئے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں اور اگر ایسا نہیں تو آپکو اسی امر دائر کی تکمیل کرنی تھی جو انصافاً طالب حق کے لئے تمام ہو چکا تھا کہ کبریٰ مسلمہ اور صغریٰ معاینہ پھر انکار نتیجہ کیا معنی اسکے بعد انکے اور کفروں میں بحث طالب حق کے مقصود سے زائد تھی کہ بفرض غلط اوروں میں تاویل ممکن ہو تو وہ تو مسلم کے کلام میں ہوتی ہے کہ اس پر کفر نہ آنے پائے

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کرے وہ بھی کافر ہے اور یہ بھی آپ کو یقیناً معلوم ہے کہ اس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گالیاں دیں چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو مؤکد فرمار ہے ہیں حضور پھر بھی کف لسان کرتے ہیں اور اسکے کافر کہنے سے زبان کو روکتے ہیں اب فرمائیے آپ کیا ہوئے نعوذباللہ من ھذہ الفواحش اور یہی آپ کا مختار اور مرضی اور مفتی بہ ہے اور اسی پر حضور کا فتویٰ ہے میری فہم ناقص کا قصور ہے یا کاتب کی مسامحت سے ایسا ہوا ایسی فحش غلطی حضور کی طرف منسوب نہیں کر سکتا ادب اور حسن عقیدت مانع ہے جب سے یہ شک پیدا ہوا ہے غایت درجہ طبیعت پریشان ہے میں آپ کے خصائل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے امید کرتا ہوں اور منتظر ہوں کہ حضور ضرور میرے حال پر کرم و عنایت فرماتے ہوئے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے جو میری دفع پریشانی کا سبب ہے اور مجھے مشکوریت کا موقع ہے مسموع ہوا تھا کہ حضور کے فتاوے زیر طبع ہیں اگر طبع ہو چکے ہوں تو مطلع فرمائیں اور قیمت بھی تحریر فرمائیے فقط والسلام مع الاکرام۔

**تنبیہ** : دیو بندیوں پر اپنے معبود کا کذب روا مان کر جھوٹ بھکنا فرض ہو گیا ہے کہ اگر ان سے بھی صرف ممکن ہی ہو واقع نہ ہو تو معبود و عابد برابر ہو جائیں لہٰذا بے وجہ بھی جھوٹ بکتے ہیں اس خط میں جو کوکبۂ شہابیہ کی نسبت لکھا کہ اس میں تحریر فرمایا ہے (الی قولہ) یا شک کرے وہ بھی کافر ہے محض جھوٹ ہے کوکبۂ شہابیہ میں ان باتوں کا نشان نہیں ۱۲۔

**تنبیہ** : دیو بندیوں کی لیاقت ملاحظہ ہو خط میں دو جگہ کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کا نام لیا دونوں جگہ "الکوب شہابیہ" لکھا اس بے تمیزی کی حد ہے کتاب کا نام تک لینا نہیں آتا اور مطلب سمجھنے کا زعم پھر اس سخت بے تمیزی کا کیا گلہ کہ "حضور نے بھی امکان ذاتی کے جواز کی تصریح کی ہے ۱۲۔ ا

ا یہ دونوں تنبیہات غالباً حضرت مولینا نور محمد صاحب اعظمی نور اللہ مرقدہ کے ہیں ۱۲ رفاروقی۔

جس پر کفر آ چکا اس کے لئے تاویل کس غرض سے۔

میرا حق تھا کہ طلب حق کی اسی قدر یاد دہانی کر دوں جس کی بنا پر آپ کو اذن تھا ورنہ مکر و فریب کرنے والے مان کر مکر نے والے بات بدلنے والے چلنے بچلنے والے اور بہت ہیں جن کو منہ نہیں لگایا جاتا مگر قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دیگا **استحوذ علیھم** کا عوض **کما فعل باشیاعھم** حدیث میں کلبۂ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کر دی گئی ہے **واللہ الھادی**.

(۲) آپ نے کہاں دیکھا کہ یہاں مجرد امکان ذاتی ماننے پر دیو بندیہ کی تکفیر کی گئی تکفیر اس پر ہے کہ خاتم النبین بمعنی آخر النبین جاننا جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں۔

(۳) یہ شبہ و اضطراب آپ کا اپنا نہیں کبرائے مکلبین کو آڑے آیا اور انہوں نے براہ مکر یہ سمجھ کر کہ وہ جس کے حافظ اللہ و رسول ہیں جل و علا و ﷺ معاذ اللہ ان کے دھوکے میں آجائے گا غیر جگہ سے مجہول شخص کے نام سے ایک فریبی سوال گڑھ کر بھیجا اور جواب پالیا جسے چھ برس ہونے آئے اس کے جواب متعدد ہیں یہاں اسی فتوے کی نقل کافی اسے غور سے سمجھئے اور خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھ لیجئے وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھئے اور الٹی سمجھنا نہ سمجھنے سے بد تر ہے وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار عجز لکھیں سمجھا دیا جائے گا **وباللہ التوفیق**.

فتویٰ یہ ہے منقول از جلد یازدہم فتاوی کلامیہ صفحہ ۸۲/ ۷ رمسئلہ از سکندر آباد ضلع بلند شہر بازار مادھوداس مرسلہ نور محمد ۲۳ ربیع الاوّل شریف ۳۱ھ. کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین مسئلہ ذیل میں جواب دے کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں ایک شخص ''حفظ الایمان و براہین قاطعہ'' کی نسبت یہ تو کہتا ہے کہ

بیشک اس میں سرور عالم ﷺ کی صریح توہین اور گالی ہے مگر پھر بھی تکفیر نہیں کرتا اور یہ کہتا ہے کہ ان کے مؤلف کی تکفیر کو پسند نہیں کرتا قابل گزارش یہ امر ہے کہ جب سرور عالم ﷺ کو گالی دینے والے کو بھی کافر نہ کہا جائے تو کون کافر ہوگا اور اس کافر کے کافر کہنے میں جو تأمل کرے گا وہ خود کافر نہ ہوگا تو کس کافر کے کافر کہنے میں تأمل کرنے والا کافر ہوگا **بینوا توجروا**.

**الجواب**: صریح مقابل کنایہ ہے اسے ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی محقق حیث اطلق نے فتح میں فرمایا: **ما غلب استعماله فی معنی بحیث یتبادر حقیقته او مجازا صریح فان لم یستعمل فی غیره فاولی بالصراحة.**

ہدایہ میں ارشاد ہوا: **انت طالق لا یفتقر الی النیة لانه صریح فیه لغلبة الاستعمال ولو نوی الطلاق عن وثاق لم یدین فی القضاء لانه خلاف الظاهر ویدین فیما بینه وبین الله تعالیٰ لانه نوی ما یحتمله.**

بہت فقہائے کرام کے نزدیک تکفیر میں بھی اسی قدر کافی ولہٰذا امثال اسمٰعیل دہلوی پر بحکم فقہائے کبار لزوم کفر میں شک نہیں جس کی تفصیل کوکبۂ شہابیہ سے روشن اور تحقیق اشتراط مفسر ہے یہی مسلک متکلمین اور یہی مختار و معتبر ہے شخص مذکور کا قول مزبور اگر کسی ایسے کلام کی نسبت ہوتا کہ قسم اوّل سے تھا تو مشرب متکلمین پر محمول ہو تا بشرطیکہ وہ ان جاہلان بےخرد کی طرح نہ ہوتا جن کو متبین و متعین میں تمیز نہیں مگر بد قسمتی سے اس کا قول براہین قاطعہ **لاامر الله به ان یوصل** وحفظ الایمان کے اقوال بدتر از ابوال کی نسبت ہے جو یقیناً قسم دوم سے ہیں جن کی نسبت علمائے کرام مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ حکم فرماچکے کہ "**من شک فی کفره وعذابه فقد کفر**" جو ان کے کفر و استحقاق عذاب میں شک کرے خود کافر ہے لہٰذا نہ اس کے کفر میں کوئی شبہ حائل نہ کسی ابلیس کی تلبیس چلنے کے قابل. **ذلک لیعلم کل شیطٰن مهین ان الله لا یهدی کید الخائنین وقد مکروا مکرهم وعند الله**

مکر هم وان کان مکرهم لتزول منه الجبال يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا وفي الآخرة ان الله شديد المحال و سيعلم الذين ظلموا اای منقلب ينقلبون ام يريدون كيدا فالذين كفروا هم المكيدون ان هم الا كانجس اتان من اخبث حمير نفرت وفرت بسماع زئير من اسد كبير فتردت في بير فهي تحرك ذنبها تريدالخلاص ولا قاحين مناص ،و خسرهنالک المبطلون وقيل بعد اللقوم الظلمين والحمد لله رب العلمين،والله تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم.

اس نامۂ مبارک کے امضا پر تیئیس ۲۳؍دن تک خبرے نبا شد گمان ہوا کہ شاید سچ مچ طلب تحقیق تھی جواب مسکت نے خاموش کیا مگر حاشا وہ تو صرف ایک تھانوی مکر تھا اگرچہ بنص قرآن ''كان ضعيفا'' چوبیسویں؍دن دوم صفر کو ایک [دو ورقی[1]] مہملات وافتراءات ومکابرات وانکار محسوسات سے پر کر کے بھیجی اس کا جواب حضرت استاذی فاضل نوجوان نے بتیس ۳۲؍صفحہ پر فوراً تیار فرمادیا اور اب دہم صفر کو ایک والا نامہ مدعی طلب تحقیق کے نام امضا فرمایا کہ جواب ۳۲؍صفحہ پر تیار ہے جس میں دیوبندیوں پر ساٹھ ۶۰؍رجبال قاہرہ کی مار ہے اس دفعہ کے خط وہابیہ میں مکابرات شدیدہ کا اظہار ہے لہٰذا رسالہ تھانوی صاحب پر جائے گا طالب تحقیق کو اس کی کیا ضد کہ ہمیں سے مخاطبہ ہو بلکہ اس میں زیادت انکشاف ہے کہ ایک طالب علم کی سمجھ کتنی جب وہ سمجھیں گے جو حکیم الامۃ بنائے گئے ہیں توکل الصيد في جوف الفراء. اور دوسرا نامی نامہ اسی روز خباب تھانوی صاحب کے نام امضا ہوا جو ایک جوابی کارڈ پر تھا۔

---

[1] خط دوم تھانوی صاحب باطنی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ حضور کا مکرمت نامہ وصول ہوکر باعث انشراح باطن ہوا کثرت علالت کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی (بقیہ صفحہ اگلے پر ملاحظہ فرمائیں)

# امضائے نامہ دوم

## مصطفوی بنام جناب تھانوی

مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً

کرامی القاب تھانوی صاحب مدرسہ شاہی مراد آباد کا ایک طالب علم بظاہر سلیم الطبع طالب تحقیق بن کر حاضر ہوا گنگوہی صاحب کے علم شیطان والے قول کو جب تک براہین میں نہ دکھایا تھا اسلام سے کوسوں دور کہا پھر مراد آباد سے ایک خط بظاہر اسی طرز استفادہ پر لکھا میں نے فوراً جواب دیا چوبیسویں دن تمام کمیٹیوں کے بعد جس میں عجب نہیں کہ آپ بھی شامل ہوں اس کا جواب صریح مکابرات وشدید افتراءات وانکار محسوسات پر مشتمل آیا میں نے پہلے خط کے جواب میں لکھ دیا تھا کہ:

"قبل تنبیہ عدم تنبہ کو سادگی سمجھ کر جواب مرقوم آئندہ بعد تنبیہ بھی تنبہ نہ ہوا تو یہ طلب تحقیق کا پردہ کھول دیگا **استحوذ علیھم** کاعوض **کما فعل باشیاعھم** حدیث میں کلبۂ بنی اسرائیل کا حال ارشاد ہو چکا اور جناب تھانوی صاحب کو اس کی تذکیر کردی گئی ہے۔ انتھی"

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اب بفضلہ تعالیٰ بیماری کسیقدر کم ہے لہٰذا اسکے جواب کیطرف متوجہ ہونا ہوا خدا کو شاہد بنا کر عرض پرداز ہوں کہ مجھے تحقیق حق منظور ہے جو کچھ عرض کرتا ہوں محض فریقین کے رسائل سے سمجھا ہوں یہ سچ ہے کہ میں اس قابل نہیں کہ خدام والا میرے کلام کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن اگر آپکی وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو اسکا اجر بھی آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں چاہے میرے مضمون کا جواب کسی سے حضرت ارقام کرادیں مگر آپ کا مصدقہ ہونا ضروری ہے (ا) براہین کی عبارت دیکھنے سے پہلے جو میں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کیلئے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا میں اپنے اس عقیدے پر اب بھی قائم ہوں اسمیں کوئی شک اور تردد نہیں اب مجھکو سخت حیرت ہے اور تعجب ہے کہ حضور نے براہین قاطعہ کے متعلق کیا تحریر فرمایا ہے جس علم کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے جسمیں ایمان کوئی حصہ نہیں وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس لعین (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لہٰذا روئے سخن جانب خباب ہے وہ شبہات کہ تمام پارٹی دیو بندیہ کی غایت سعی اوران کے زعم میں لاحل ہیں بعونہ تعالیٰ کمال متانت کے ساتھ ایسے حل کئے ہیں کہ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوں گے بتیس ۳۲ر صفحہ پر ہے اس میں تمام دیو بندیت پر ساٹھ ۶۰ر قاہرہ جبال ہیں اعلیٰ درجہ کی تحقیقات علمیہ ہیں کوئی لفظ سخیف آپ کی شان میں نہیں سوا تکفیر کے کہ اصل مبحث ہے ہم خواستگار کہ وہ رسالہ بھیجنے کی ہم کو اجازت فرمائی جائے یہ اس لئے کہ آپ رجسٹریاں واپس دینے کے عادی ہیں ہم کمال منت سے کہتے ہیں کہ ہمارے معروضات آپ کے یہاں داخل دفتر ہوتے ہوئے سترہ برس ہونے آئے اب کی بار تو اذن دے دیجئے کہ ادھر آپ کے اتباع کی ہوس پوری ہو ادھر حق واضح کا بعونہ تعالیٰ اور زیادہ کشف نوری ہو اتنی بات لکھتے کہ کہاں رسالہ بھیجو آپ کو کوئی گھنٹہ نہیں لگتا یہ تحریر آپ کی چوتھے دن آسکتی ہے میں انتہائی مدت دس ۱۰ر دن رکھتا ہوں اس کے بعد دوسرا طور ہوگا بعونہ عزوجل وھو الکافی۔

فقط مصطفیٰ رضا قادری برکاتی غفرلہ

از بریلی دہم صفر مظفر یوم جمعہ مبارکہ ۱۳۲۷ھ ہجریہ قدسیہ

علی صاحبہا وآلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ آمین۔

اس کے جواب میں تھانوی صاحب نے اپنی چپ تھوڑی دیر کے لئے اتنی توڑی کہ کارڈ کے دوسرے پرت پر یہ عبارت لکھ بھیجی:

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لعین کیلئے ثابت مانا وہ علم عطائی تو جو علم غیر اللہ کیلئے ثابت کرنا شرک ہے (یعنی ذاتی) وہ شیطان کیلئے ثابت نہیں مانا اور جس علم کا ثبوت شیطان کے لئے تسلیم کیا (یعنی عطائی) وہ کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا تو اب حاصل کلام یہ ٹھہرا کہ شیطان کو علم عطائی ہے اور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ذاتی نہیں فرمائیے اس میں کونسی بات تکفیر کی ہے مہربانی فرما کر اب کبریٰ اور صغرے آپ لکھ دیجئے نتیجہ میں نکال لونگا اور حضور تمہید ایمان صفحہ ۳۳ میں ارشاد فرماتے ہیں بلکہ فقہائے کرام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو کہ جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا شا معلوم ید (بقیہ اگلے صفحہ پر)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بلغو اعنی ولوآیۃ قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین و المؤمنات[1] بغیر مااکتسبر ا فقد احتملو ا بھتانا و اثما مبیناo"

خوف کی یہ حالت کہ اس پر بھی دستخط نہ کیے الٰہی عظمتوں کی یہ بے ادبی کہ کارڈ پر بسم اللہ شریف لکھی تین جگہ اللہ عز وجل کا اسم جلالت لکھا قرآن عظیم کی آیت لکھی جو ڈاک کی مہر لگاتے وقت زمین پر رکھا گیا اور وہ بھی الٹ کر کہ آیتوں کا رخ زمین پر اور مہر لگانے والا بیوضو چھوئے بلکہ ممکن کہ ہندو وغیرہ کافر ہو پھر چٹھی رساں کہ آجکل یہاں ہندو ہی ہے اسے یونہی ہاتھ لگائے یہ ادب ہے اللہ و رسول کے نام اور اللہ واحد قہار کے کلام کا، خیر ان باتوں کی کیا شکایت اللہ و رسول و قرآن کریم کا ادب جتنا ہے ان گالیوں ہی سے ظاہر جو وہ اور ان کے بڑے دے چکے اور دے رہے ہیں تھانوی صاحب کی اس تحریر کا ترجمہ یہ ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت، اللہ عز جل فرماتا ہے جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا"

---

[1] کارڈ میں یونہی الف سے لکھا ہے قرآن کریم کی کتابت میں اپنی طرف سے ایک حرف بڑھا دیا ۱۲۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اسکی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا پھر صفحہ ۳۵ کی سطر ۱۹ سے صفحہ ۳۶ کی سطر ۸ تک ملاحظہ فرمایئے اس میں بھی یہی مضمون ہے یہاں تو آپ فقہائے کرام اور اپنا مذہب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک قائل کی مراد مضمون کفریہ کو لئے ہوئے ثابت نہ ہو جائے اسکو مسلمان ہی کہنا چاہیئے اور ضعیف سے ضعیف احتمال جو اسلام کا ہے تحسینا الظن اسی پر حمل کرنا چاہیئے اور صاحب براہین اپنی مراد اپنی دوسری تصنیف میں نہیں خاص براہین میں اسی مسئلہ میں اسی قول میں بیان کرتا ہے اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا عقیدہ ہے الخ اور اپنی مراد بیان کرتا ہے مگر پھر بھی آپ خلاف تصریح متکلم کے ایک معنی کفریہ اپنی طرف سے متعین فرما کر متبین سے نکال کر متعین کا فرد بناتے ہیں جو حقیقت میں متبین کیا مخفی بھی نہیں کسقدر افسوس (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس کے جواب میں ہمیں یہی بس تھا کہ ہم ایک لفافے میں ان کو اتنا لکھ بھیجتے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلغو اعنی ولو اٰیۃ قال اللہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ٥ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت اللہ عزوجل فرماتا ہے بیشک جو لوگ اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مگر یہاں سے بحمد اللہ تعالیٰ خود تھانوی صاحب اور ان کے بڑے گنگوہی صاحب کو بارہا یہ آیت اور اس کے سوا بہت آیات واحادیث واحکام کی تبلیغ ہو چکی ہے لہٰذا اصل مقصود سے کام لیا یعنی ۲۱ رصفر کو رسالہ رجسٹری شدہ تھانوی صاحب پر نازل کر دیا تھانوی صاحب نے بطور خرق عادت وہ کارڈ لکھنے میں اپنی قدیم خو چھوڑی تھی رسالہ دیکھ کر پھر ان کی اسی قدیم خو کی حالت مستمرہ نے منہ دکھایا کہ منکر ہو کر واپس دیا پلندے پر لکھا ہے کہ انکاری واپس انا للّٰہ وانا الیہ راجعون صدق اللہ عزوجل وما یبدئ الباطل ومایعید ٥ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا٥.



---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کی بات ہے میری سمجھ میں نہیں آتا اسکے بعد صاحب براہین کی تکفیر کیلئے آپکے پاس کیا وجہ ہے اور اسحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار میں تو اس مضمون کو اس شرح اور بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ جسکے مطالعہ کے بعد کوئی شک وشبہ باقی ہی نہیں رہتا اگر جناب کی جانب سے اس رسالہ کا کوئی جواب ہوا ہو تو براہ کرم اس رسالہ سے مجھے مشرف فرمایئے ورنہ اسکا نام ہی تحریر فرمایئے تاکہ میں خود اس کو منگالوں اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ براہین کی عبارت میں کیا شبہ باقی رہ گیا (۲) ہم پہلے سے یہی سنتے آئے تھے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے اسواسطے کہ امتناع بالغیر پر تو فریقین کا اتفاق ہے جب امکان ذاتی آپکو بھی تسلیم ہے تو یہ ما بہ النزاع کیا رہ گیا آپکا یہ فرمانا کہ تکفیر اسپر ہے کہ خاتم النبیین بمعنے آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں یہ مضمون تحذیر الناس میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسلمانو وہ مبارک رسالہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب کے نام نامہ سوم مصطفوی ہے حضرت مصنف مدظلہ نے اس کا تاریخی نام "الموت الاحمر علی کل انحس اکفر ۱۳۳۷" رکھا اور ازانجا کہ تھانوی صاحب اور سارے دیوبندیہ پر ساٹھ ۶۰/ جبال اس میں اور بیس ۲۰/ اس کی تذییل میں ہیں جملہ اسی ۸۰/ جبال قاہرہ ہوئے لقب تاریخی "ہشتاد بیدو بند بر مکاری دیوبند" سے ملقب فرمایا اہل انصاف اسے ایمان کی نگاہ سے دیکھیں تو بحمد اللہ تعالیٰ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہے وللہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

عبدہ نور محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ



---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نہیں ہے تحذیر الناس میں نہ ختم زمانی کا انکار ہے نہ اسمیں فضیلت کا انکار بلکہ ختم زمانی کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کیا گیا ہے اور ختم زمانی کو قرآن حدیث تواتر اجماع امت سے ثابت کر کے اسکے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے میں جناب کو پھر آپکا وہی مقولہ صفحہ ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ یاد دلاتا ہوں یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے مگر اسکی شنوائی کچھ نہیں ہوتی اس مضمون کو بھی نہایت تفصیل سے اسحاب المدرار میں بیان کیا ہے اگر اسکا بھی جواب جناب کی طرف سے ہوا ہو تو مطلع فرمائیے میری غرض تو یہ نہیں تھی بلکہ غرض یہ ہے کہ جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو اگر ایک وقت میں دس بیس نبی ہوئے تو وہ بھی ممکن بالذات ہوئے اور سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لیجائیں تو سب کے سب خاتم زمانی بھی ہوں گے تو اب آپ امکان ذاتی تعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے تو آپ میں اور اہل دیوبند میں اس مسئلہ میں کس بات فرق رہا امتناع بالغیر کے آپ بھی قائل وہ بھی قائل اور جو امکان ذاتی کا قائل ہوگا اسکو امکان تعدد خواتم خود بخود لازم آجائیگا میری تحریر کو مقابلہ پر حمل نہ فرمایا جائے میں خدا کو شاہد بتا کر عرض کرتا ہوں کہ میں واقعی یہ سمجھے ہوئے ہوں کہ اب آپکے مسلک میں اور اہل دیوبند کے مسلک میں کچھ فرق باقی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

# امضائے نامہ سوم مصطفوی

## بنام خباب تھانوی صاحب تھانہ بھون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کرامی منش خباب تھانوی صاحب آپ کے اتباع سے ایک طالب علم مستفید و طالب تحقیق بن کر آیا اور عبارت براہین دکھانے سے پہلے اسکے مضمون کو اسلام سے کوسوں دور بتایا عبارت دیکھ کر وہ جوش ایمان نہ رہا اسے غور کا حکم ہوا مدت کے بعد اسکے نام سے ایک بے معنی خط آیا جس کی طرز میں وہی استفادہ و طلب تحقیق کا اظہار اور حقیقۃً اس سے برکنار تھا قبل تنبیہ عدم تنبہ سادگی پر محمول کر کے ہدایت کی گئی اسکے چوبیسویں روز ایک دوورقی تحریر افتراءات ومکابرات وانکار محسوسات سے بھری آئی یہ تمام پارٹی کی مجموعی کوشش ومبلغ علم ومنتہائے سعی ہے اس میں بائیس ۲۲ر دن صرف ہونا بتارہا ہے کہ تھانہ بھون سے استعانت بالغیر میں یہ دیر لگی ہوا گر واقعی ایسا ہی ہے جب تو ظاہر کہ اس کے کاتب آپ ہی ہیں گو مشورہ

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نہیں رہا زبان سے اگر تعدد خواتم کا انکار فرمادیں تو اس سے کچھ نفع نہیں ہوسکتا خاتمیت زمانی کے تو صرف اتنا ہی منافی ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوسکے سو اسکے آپ خود بھی مقر ہیں اور صاحب تحذیر بھی اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جو خاتمیت ذاتی صاحب تحذیر الناس نے جناب رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلیئے ثابت کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اسمیں فضیلت نہیں ۔ ہے اور اگر ثابت ہے تو پھر صاحب تحذیر الناس میں اور آپ میں کیا اختلاف رہا (۳) جس کسی شخص نے آپ سے دھوکا کیا ہوگا کیا ہو میں تو آپ سے صاف کھلے لفظوں میں کہتا ہوں یا تو آپ الکوکب الشہابیہ کی عبارت کا کوئی مطلب تحریر فرمادیں ورنہ میرے نزدیک میرا یہ اضطراب کسی سے نہیں اٹھ سکتا اور یہ فتویٰ جو آپ نے نقل فرمایا ہے اور موجب خلجان ہے ملاحظہ ہو عبارت تمہید ایمان نہ کہ "ایک ملعون کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیا علیہ وعلیہم الصلاۃ والثناء (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ساری پارٹی کا سہی اور بالفرض ایسا نہیں تو اب فرمائیے کہ وہ آپ کے نزدیک مقبول ہے یا مردود اگر مردود ہے لکھ دیجئے یہیں فیصلہ ہوگیا اور اگر مقبول ہے تو وہ تحریر جب نہ تھی تو اب آپ کی ہوگئی۔

صورت اولیٰ کہ آپ لکھ دیں کہ ہاں وہ تحریر دو ورقی مدرسہ مسجد شاہی مردود ہے محال عادی ہے لہٰذا شق ثانی متعین بہرحال جس طرح شاعر اپنے نفس سے ایک دوسرا شخص تخیل کر کے اس سے کلام وخطاب وسوال وجواب ولطف وعتاب کرتا ہے یونہی ہم کو آپ کو دو حصے کرنے ہوئے ایک تھانوی صاحب ظاہری کہ آپ خود بے پردہ وحجاب ہیں دوم تھانوی صاحب باطنی کہ اس تحریر دو ورقی کے حجاب میں طالب تحقیق بن کر آئے ہیں دوم جہاں کہیں گے کہ آپ نے یہ لکھا آپ سے یہ کہا تھا آپ طالب تحقیق ہیں و امثال ذالک جن میں اس تحریر کا کاتب بنا کر خطاب ہو وہاں آپ بحیثیت تھانوی باطنی مراد ہوں گے ورنہ آپ بحیثیت تھانوی ظاہری۔

یہ فرق یاد رکھئے کہ حیثیتیں گم کر کے حیثیت گم نہ کیجئے اصل مقصود اظہار حق و ازہاق باطل اور یہ دکھا دینا ہے کہ دیوبندی عذرات کیسے پادر ہوا اور زاہق وزائل اور ان کا اشکال جس پر بہت ناز ہے اور اسے یقیناً لاحل سمجھے ہوئے ہیں کس درجہ مردود اسفل سافل تھانوی صاحب باطنی نے یہاں تین بحثیں چھیڑیں ہیں کفر براہین کفر ''تحذیر الناس'' کفر فقہی اسمٰعیل دہلوی صاحب اسکا بیان اور شبہات تھانوی صاحب باطنی کا بطلان ان تین سے لیجئے وباللہ التوفیق وھو المستعان علیٰ کل سحیق.

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) میں صاف صریح ناقابل تاویل وتوجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اسکو کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے ابھی شفا و بزازیہ و درر، بحر نہر فتاویٰ خیریہ مجمع الانہر و درمختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سن چکے ہو جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے یہ پھر صفحہ ۳۷ ملاحظہ ہو: ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

# بحث اوّل

## تکفیر گنگوہی صاحب

عبد الجبار عمر پوری نے لکھا تھا:

''حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحٰنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی''

**اقول** یہ اس کا صریح جنون تھا کہاں تشریف لانا کہاں موجود ہونا مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسکے اس جنون سے اغماض فرما کر دو وجہ سے رد کیا ایک یہ کہ کہاں مواقع معدودۂ مجالس محمودہ کہاں ہر جگہ دوسرے یہ کہ اسے خاصۂ باری عزوجل جاننا باطل ہے شرق سے غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام ہی قبض کرتے ہیں ہر مکان کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کردی ہے بھلا وہ تو ملک مقرب ہیں شیطان تمام

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) قضا دو ہیں مبرم اور معلق'' پھر اسکے دو سطر بعد فرماتے ہیں ''ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں شفا شریف میں ہے ادعاء التاویل فی لفظ صراح لایقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا شرح شفائے قاری میں ہے وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے نسیم الریاض میں ہے لایلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا ایسی تاویل کی طرف التفاف نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائیگی اور فتاوی خلاصہ اور فصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپکو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ مراد لے کہ میں پیغام لیجاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائیگا اور یہ تاویل نہ سنی جائیگی فاحفظ'' ان عبارات میں جناب تحریر فرماتے ہیں صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی لفظ صریح میں دعوائے تاویل نامقبول اور قواعد شرعیہ کے نزدیک مردود وغیر ملتفت الیہ دعوائے تاویل ہذیان صریح لفظ رسول اللہ اور پیغمبر کا کہکر کافر ہو جاتا ہے اور یہاں جناب صریح کو مقابل کنایہ ٹھہرا کر اس میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نبی آدم کے ساتھ رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی قدرت دیدی ہے یہ کتنا صاف صریح نقض تھا گنگوہی صاحب نے براہ کمال عیاری اسے نقض سے توڑ کر مدعا پر استدلال ٹھہرایا گویا مصنف ''انوار ساطعہ'' یوں دلیل لاتے ہیں کہ جب شیطان و ملک الموت ہر جگہ موجود ہیں تو ضرور ہے کہ حضور ﷺ بھی ہر جگہ موجود ہوں حالانکہ یہ مصنف پر محض افتراء ہے اور اپنی اس گڑھت پر اعتراض شروع کردیئے کہ:

''ملک الموت و شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ و نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں اوّل تو عقائد مسائل کے قیاسی نہیں بلکہ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے خود فخر عالم فرماتے ہیں ''لا ادری مایفعل بی ولا بکم'' اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اگر فضیلت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ظہور کافی نہ کہ احتمال کا نافی تحریر فرماتے ہیں یہ تو ایک ایسا صریح تعارض اور تناقض ہے کہ جسکا دفع کرنا آپ ہی کے قبضہ میں ہے اگر صریح میں احتمال بھی ہو مگر جب وہ مسموع بھی نہیں مقبول ہی نہیں شریعت میں مردود ہے قابل التفات نہیں ہذیان ہے اور بیہودہ بکواس تو اس احتمال کا شریعت میں اعتبار ہی کیا ہے اوّل اس تعارض کو دفع فرمایا جائے ثانیاً صاحب فتح القدیر اور صاحب ہدایہ کی عبارت سے بھی صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صریح میں نیت کی ضرورت نہیں اور قاضی لفظ صریح ہی کے موافق قضا کریگا اگر قائل نے خلاف صریح کسی معنی محتمل کا ارادہ کیا ہے تو اسکا معاملہ فیما بینہ و بین اللہ ہوگا اور قاضی اسے بھی نہ سنے گا چہ جائیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں اور چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر بھی ہو پھر حکم صریح کے خلاف کیسے مفتی فتویٰ یا حکم دے سکتا ہے اب اسکے بعد آپکی یہ عبارت جو الکوکب شہابیہ صفحہ ۳۱ پر مولانا اسمٰعیل صاحب کی نسبت یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھدیئے پھر ایک سطر کے بعد مسلمانوں کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع (بقیہ اگلے صفحہ پر)

افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کرے مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس[1] فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ اور قیاس سے اس کا اثبات جہل ہے الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہو مگر ایک عالم کا راہ[2] مار دیا بعد اسکے جو حکایات اولیاء کے مؤلف نے لکھی ہیں ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جائے اس امر کا محض امکان سے کام نہیں چلتا بالفعل ہونا چاہیئے اور ثبوت نص سے واجب ہے مگر سوء فہم مؤلف کا ہے اور یہ بحث اس صورت

---

[1] قیاس اور فاسدہ زہے علم کاسدہ، ۱۲/ منہ۔

[2] راہ مار دیا یہ وہی ''اردو'' ہے جس پر ''ناز'' ہے کہ دیوبند والوں سے مل کر رسول اللہ ﷺ کو اردو آ گئی دیکھو ''براہین قاطع'' ہ گنگوہی صاحب طبع دوم صفحہ ۲۶۔ ۱۲/ منہ۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ہو کر انسے انھیں ایذا نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ انھیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ ایذا پہنچی پھر صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ ہو اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی بھی جگہ نہیں فرمایئے اوّل صریح گالی اس میں تاویل مسموع مقبول ہی کب ہوتی ہے عندالشرع مردود ہذیان ہے اور بکواس پھر یہاں تو آپکے نزدیک اس کھلی گستاخی میں تاویل کی جگہ بھی نہیں اب اگر قائل نیت بھی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے اب ظاہر ہو گیا کہ جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہو گا البتہ وہ مشرک ہے ان عبارات سے حجت لانا کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے''

مسلمان بہ نگاہ انصاف دیکھیں ہر اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے کہ براہین والے نے جس علم کو شیطان کے لئے نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اسی کا نبی ﷺ کے لئے ماننا شرک بھی وہ جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں اب تھانوی صاحب باطنی اس قطعی کفر کو یوں مٹانا چاہتے ہیں:

''جس علم کا نبی ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک خالص کہا ہے وہ علم ذاتی ہے اور جس علم کو ابلیس کے لئے ثابت مانا وہ علم عطائی صاحب براہین اپنی مراد خاص براہین میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے''

**اقول** آپ کو کس نے سوجھائی کہ یہاں ذاتی مقابل عطائی، اوّل تا آخر منشاء بحث واعتقاد فریقین اور خود اس عبارت لایعنی کا فقرہ فقرہ اس کے بطلان وہذیان پر شاہد عدل ہیں **اوّلاً** للہ انصاف، بحث کا ہے پر چلی ہے عمر پوری کے اس کہنے پر کہ:

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کرنا تو قاضی اور مفتی کے یہاں پہلے ہی مردود تھی اور نوی ما تحتمل خارج اور آپکو تو قائل کی نیت کا بھی علم ہو گیا اور اسکا بھی علم ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس گالی کا علم ہوا اور پھر بھی آپ صاحب صراط مستقیم کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اسی کو اپنا مختار اور اسی کو مفتی بہ اور اسی کو اپنا ماخوذ اور اسی کو مستند اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے ہیں اب آپ اپنی ہی عبارت تمہید ایمان صفحہ ۳۵ ملاحظہ فرمائیے، اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے وہ خود کافر ہے جس کسی نے آپ سے سوال کیا ہے وہ تو حفظ الایمان او براہین قاطعہ کے متعلق استفسار کرتا ہے اور مجھے تو یہ شک ہے کہ آپ اپنی تحریر کے موافق آپ خود اور جو آپکو کافر نہ کہے خود کافر ہوا جاتا ہے براہین اور حفظ الایمان کی عبارت متبین کا فرد یا متعین کا فرد ہے یہ دوسری بحث ہے اب تو گفتگو یہ ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت آپکے نزدیک متعین سے بڑھکر ایسی متشخص ہے جس میں بوجہ صریح ہونیکے اوّل تو تاویل مردود نامقبول ہذیان تھی اور اگر اس کلام میں آپکے نزدیک تاویل ہوتی بھی اور قائل اسکی مراد بھی رکھتا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

"یہ اعتقاد شرک ہے اللہ سبحنہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی"

دیکھو صراحۃً علم عطائی میں کلام ہے کہ اس کا علم عطائی حضور کو نہیں جو مانے مشرک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے اس نے کسی کو عطا نہ فرمائی صاحب انوار اسی کا رد کر رہے ہیں براہین والا اسی کو بنا رہا ہے پھر کیسی صریح بے ایمانی ہے کہ بے عطائے الٰہی علم ماننے کی بحث ہے اسے شرک کہا ہے۔

**ثانیاً** مولانا عبد السمیع صاحب کے کون سے حرف میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ علم بے عطائے خدا ہے جس پر براہین والا یہ کہتا ہے کہ تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

**ثالثاً** مؤلف کی تحریر میں بے عطا کا کون سا حرف تھا جس پر براہین والا کہتا ہے:

"جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے"

**رابعاً** اسی براہین طبع دوم کے صفحہ ۲۰۳ر سے صفحہ ۲۰۷ر تک انوار ساطعہ کا مطول کلام منقول ہے جس میں انہوں نے فرمایا:

"بہت مکانات میں حاضر ہو جانا جسکو یہ لوگ شرک کہتے ہیں اسکی تشریح گزر چکی جہاں ملک الموت کی تمثیل ہے"

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تب بھی وہ اس کو عند اللہ مفید ہوتی نہ کہ آپ اسکی تکفیر سے رک سکتے اور یہاں تو نہ آپکے نزدیک کلام میں گنجائش نہ قائل نے مراد لی اور اسپر بھی آپکو یہاں تک تیقن کہ مکرر قسموں سے مؤکد فرماتے ہیں اب یہ فرمائیے کہ صراط مستقیم کی عبارت آپکے نزدیک متبین ہے یا متعین اگر متعین ہے تو آپکا کفر بھی متعین اور اگر متبین ہے تو یہ متعین فرمائیے کہ متعین ہونیکی صورت کیا ہے براہین تحذیر الناس حفظ الایمان آپکے نزدیک متعین کے فرد ہیں مگر جس شد و مد سے آپ نے الکوکبۃ الشہابیہ میں صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے ان عبارتوں کی نسبت نہیں تحریر فرمایا کیا انھیں مؤکد قسموں کے ساتھ آپ ان کتب مذکورہ کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں کہ واللہ واللہ صاحب تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی گالیاں دیں کہ ان میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور اگر تاویل کی گنجائش ہو بھی تو انکے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں واللہ واللہ رسول (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر کہا:

”اہل سنت کا اعتقاد ہے اصل عالم الغیب اللہ تعالی ہے کوئی ایسا نہیں جو بلا تعلیم حق جان لے ہاں اللہ تعالی اپنے رسول کو خبریں غیب کی دیتا ہے“

پھر کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ کا ہے فرشتے خبر پہنچاتے رہتے ہیں اور نور نبوت سے حضرت پہچانتے ہیں سب امتیوں کو“

پھر کہا:

”محفل شریف میں کثرت سے درود و سلام پڑھا جاتا ہے جب جلسہ کا درود شریف پہنچاتے ہوں گے پھر کیوں نہیں خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی“

پھر کہا:

”فکر کرنا چاہئے ان حدیثوں میں کہ امت کے اعمال پر مطلع کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایک روز جمعہ اجمالاً دوسرا ہر صبح و شام بہ تفصیل“

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب یہ ثابت ہوگا کہ عبارات رسائل ثلاثہ آپکے نزدیک متعین کے فرد ہیں اسکے بعد پھر وجہ فرق پوچھی جائیگی عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے غرض اب آپ یہ تحریر فرمائیں کہ ان ایمان مؤکد کے بعد آپ سے کیونکر کفر اٹھے اور میرے جواب میں یہ فتوی نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اسکا کیا مطلب ہے صاحب براہین اور صاحب تحذیر الناس صاحب حفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر انکا کفر ایسا قطعی اور یقینی کہ انکی تکفیر میں شک اور تردد کرنیوالا بھی قطعی کافر ہو اور صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش اور نہ وہ احتمال انکی مراد معانی کفریہ کا مراد ہونا آپ کے نزدیک محقق اور ثابت مگر پھر بھی تکفیر ناجائز خدا کے لئے اس مطلب کو کھولکر بیان فرمایئے میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اور اگر آپ اب یقین نہ فرمائینگے تو چند دنوں میں آپکو اسکا خود مشاہدہ ہو جائیگا کہ جب اس شبہ کو آپکے مخالفین بیان کرتے ہیں تو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر اس سے مجالس شریفہ پر اطلاع ثابت کی پھر کہا:

''خبر ہوگئی ان وسائط سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو''

پھر کہا:

''آیات واحادیث واقوال مشائخ وعلما سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ انعقاد محافل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر بعض واسطوں سے پہنچ جاتی ہے''

دیکھو کیسی صریح تصریحیں ہیں علم عطائی وعلم بالوسائط کی یہاں بھی براہین والے نے وہی جواب دیا اور اپنی اسی تقریر گزشتہ میں حوالہ کیا صفحہ ۲۱۶:

''محض قیاس ناتمام مؤلف کا اور یہ حجت شرعیہ نہیں''

صفحہ ۲۰۳:

''پہلے اسکا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت و علم دیا ہے اگر فخر عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو صد ہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں''

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) آپ کے یہاں کے بعض بعض علما بھی ششدر رہکر یہی اقرار کرتے ہیں کہ اسکا کوئی جواب نہیں ہوسکتا ہے میری نسبت آپ کوئی بدگمانی نہ فرمائیں اور بدگمانی بھی ہو تو یہ قابل جواب ہے یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنوں سے کیا گیا ہے آپ نے یا آپکے کسی معتقد نے اگر اسکا جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمائیے مجھے مقصود اپنی تسلی وتشفی ہے اگر اس کا جواب عنایت فرمائیں تو پھر عرض کرونگا اسقدر اور عرض ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت میں آپکے نزدیک یا تو کوئی احتمال نافی کفر موجود ہوگا یا نہیں اگر احتمال ہے وہ کیا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں علاوہ ازیں یہ تمام فقہا کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ ننوا احتمال میں اگر ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو تحسینا للظن اسے مسلمان ہی کہیں گے تو آپ کا یہ فرمانا کہ ''جزماً قطعاً یقیناً بوجوہ کثیر جماہیر فقہائے کرام اور اصحاب فتاوے عظام یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور ازسرنو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض احتمال کی صورت میں فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہوگی اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پھر کہا:

''کلام فعلیت میں ہے اور قیاس مؤلف کا امکان میں عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے ملک الموت کا جواب مذکور ہو چکا''

اس مکالمہ کو علم ذاتی بمعنی بے عطائے الٰہی پر ڈھالنا کیسی شدید بے ایمانی ہے براہین والا قطعاً جانتا ہے کہ وہ علم عطائی مانتے ہیں اور اسی کو کہتا ہے کہ۔

''شرک نہیں تو کونسا حصہ ایمان کا ہے''

اسی کو کہتا ہے کہ:

''جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے''

**خامساً** عبارت ''براہین'' کا یہی ٹکڑا جو تھانوی باطنی نے نقل کیا معنی بتا رہا تھا کہ۔

''علم ذاتی آپ کو ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے''

کون سے جہلا کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کا علم بے عطائے خدا ہے۔



**سادساً** وہ لفظ دیکھو:

''شیطان کو جو یہ وسعت علم دی''

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) پھر آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کیا وجہ ہوگی واٰخر دعوانا ان الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ و اصحابہ اجمعین فقط۔

**تنبیہ** اس خط کی نفاستیں بھی شان جہل کی مظہر ہیں مثلاً از قام اور دو جگہ تحسینا لظن اور معنی کفر یہ اور کہ جسمیں اور مسلمانو کی جگہ مسلمانوں خصوصاً یہ دونوں عبارات مبارکہ تمہید الایمان میں تحریفیں ہیں مگر لطیف تر نہر الفائق کے نام میں بڑی ''ح'' سے نحر لطف یہ کہ یہ بھی عبارت مبارکہ تمہید ایمان میں تحریف ہے علم کا یہ حال اور ائمہ سے مقال اور پوری علم دانی یہ کہ ''صراط مستقیم کی عبارت متعین سے بڑھکر متشخص''، متعین کے معنی خوب سمجھے پھر یہ ادعا کہ ''السحاب کے مطالعہ کے بعد کوئی شک وشبہ باقی ہی نہیں رہتا'' بجا ہے اور اور آپ ابھی طالب تحقیق اور جو یائے ہدایت ہیں عبارات مردود محل پر رد کے ساتھ حواشی پر منقول تھیں جن کے بعد تھانوی صاحب کے نقل خطوط کی حاجت نہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

دیکھو دی میں کلام ہے اور اسی پر بوجہ افضیلت قیاس کو منع کرتا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں ، قیاس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو مقیس علیہ میں ہو یا اس کا مباین ، شیطان میں علم عطائی تھا معاذ اللہ اگر حسب زعم مردود گنگوہی اس پر قیاس ہوتا ہے اس سے بھی عطائی ہی تو ثابت ہوتا ہے جسے یوں رد کر رہا ہے کہ عقائد قیاسی نہیں۔

**سابعاً** براہین والا یہاں بزور زبان خود قیاس گڑھ کر فارق یہ بتاتا ہے کہ:

''شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے''

دیکھو جس علم ابلیس کے لئے ثابت مانا اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کیا اس بنا پر کہ وہاں نص ہے یہاں نص سے ثابت ہوتا تو مانا جاتا اب دیکھو ابلیس کے لئے علم عطائی ہے یا بے عطا اگر عطائی ہے تو اسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا اور اسی کا حضور کیلئے ماننا شرک خالص کہا آپ کہتے ہیں کہ یہ بحث علم عطائی میں نہیں علم بے عطا میں ہے تو حاصل کلام وہ نہ ٹھہرا جو آپ تھانوی صاحب باطنی نے بتایا کہ:

''شیطان کو علم عطائی ہے اور سرور عالم ﷺ کو علم ذاتی نہیں''

بلکہ حاصل کلام گنگوہی یہ ٹھہرا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے علم بے عطا ماننا شرک ہے اس لئے کہ نص نہیں اور ابلیس کیلئے بے عطائے الٰہی علم حاصل ہے اس لئے کہ نص سے ثابت ہے آپ کی اس تاویل نے اور بھی اخبث کفر گنگوہی صاحب کے سر لپیٹا واقعی قسمت کا لکھا کہاں جائے۔

**ثامناً** براہین والے کی یہ تقریر کہ ہم نے ابھی سابع میں ذکر کی اور وہ کہ:

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ) تھی مگر شاید تھانوی صاحب گلہ کرتے لہٰذا حاشیہ پر ان کی نقل ثبت کی اب نظر انصاف درکار ہے اور توفیق اللہ عزوجل کے ہاتھ، تھانوی صاحب اگر ادعائے طلب تحقیق میں سچے ہیں مسلمان ہو جائیں شاعر کی بات پر عمل کچھ ضروری نہیں کہ ۔ ع آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے نسأ اللہ العافیۃ، ۱۲ ،نور محمد اعظمی عفی عنہ۔

''شیطان کی وسعت علم کا حال نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا''

اور وہ کہ:

''عقائد نصوص سے ثابت ہوتے ہیں خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا مؤلف قطعیات سے ثابت کرے''

سب صریح ناظر ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس علم کا ماننا نص قطعی وارد ہونے پر موقوف رکھتا ہے حدیث صحیح آحاد میں ہو تو کافی نہیں کیا بے عطائے الٰہی علم ملنا ماننے پر یوں کہا جاتا دیکھو امام الطائفہ کا دھرم کہ:

''ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے''

یعنی یہ اور بتوں کو خدا ماننا یکساں ہے کہ کیا اگر کوئی کہے کہ مہادیو خدا ہے تو اس پر یہی کہو گے کہ بھائی اس کے ماننے کو نص قطعی درکار ہے ورنہ اگر حدیث صحیح میں بھی ہو تو کافی نہیں کیونکہ یہ عقیدے کی بات ہے۔

**تاسعاً** وہ تقریر دیکھو کہ:

''فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطائے فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے''

دیکھو صاف عطائی میں کلام کر رہا ہے:

**عاشراً** امکان کا خود جابجا قائل ہے صرف ثبوت فعلی کا منکر ہے کیا آپ کے نزدیک گنگوہی صاحب بے عطائے الٰہی علم ملنا ممکن جانتے تھے ایسا ہے تو اقرار کر دیجئے دام کھل جائیں گے۔

**حادی عشر** حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس علم کے ثابت کرنے پر کہتا ہے:

''مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب ہوتا ہے''

**ثانی عشر:**

''قیاس سے اسکا اثبات جہل ہے''

## ثالث عشر:

''تحقیق مؤلف کی جہل ہے''

## رابع عشر:

''سوءِ فہم مؤلف کا ہے''

## خامس عشر:

''کوتاہ فہمی مؤلف کی ہے''

اگر براہین والے کی یہ بحث علم بے عطائے الٰہی میں ہوتی اور مؤلف کو اس کا مثبت سمجھتا تو کیا فقط ''جہل وکوتاہ فہمی'' کا حکم لگاتا چیخ نہ پڑتا کہ مؤلف کافر مرتد مشرک ہے کہ بے خدا کے دیئے علم مانتا ہے۔

**سادس عشر** اس نے تصریح کی کہ:

''مؤلف آپ شاید شرک میں مبتلا نہ ہوئے''

بے عطائے الٰہی علم ماننے پر شرک میں یونہی شک شبہ رکھتا یا اپنے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کی طرح بکار اٹھتا کہ:

''ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے''

کیوں تھانوی صاحب ابوجہل یا اس کے برابر مشرک کو کہنا شاید شرک میں نہ ہو کفر ہے یا نہیں۔

**سابع عشر** کہتا ہے کہ:

''افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائے کہ زیادہ''

کون سا علم عطائی یا بے عطا ملک الموت کا علم کیسا پھر برابری وزیادت کی نفی کرتا ہے کمی تو جائز ہے کیا کم بیش درکنار ایک بات کا علم بھی بے عطا ممکن ہے۔

**بالجملہ** اصل مبحث ومنشاء بحث واعتقاد فریقین اور عبارت کا فقرہ فقرہ سب اس مجبوری کی جھوٹی گڑھت پر لعنت کر رہے ہیں کیا یونہی کفر اٹھا کرتا ہے۔

کیوں جناب تھانوی صاحب بحمد اللہ تعالیٰ کیسے دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب نے جس علم کا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننا شرک خالص بتایا وہی علم ابلیس لعین کے لئے خود ثابت مانا اور آپ بلباس باطنی اب اس خط میں دوبارہ ایمان لا چکے ہیں کہ:

''شرک میں تفریق نہیں ہوسکتی جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو جس کسی کے لئے ثابت کی جائے شرک ہی ہوگی کیونکہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا''

اب تو اپنے اقراروں پر قائم رہکر بول اٹھئے کہ بیشک گنگوہی صاحب صریح مشرک تھے گنگوہی صاحب میں ایمان کا کوئی حصہ نہ تھا گنگوہی صاحب شیطان ملعون کو خدا کا شریک مانتے تھے دوہرے اقراروں کے بعد پھر عذر کا محل کیا ہے؟ اور آپ نہ مانیں تو اہل انصاف تو دیکھتے ہیں اور کوئی نہ دیکھے تو واحد قہار تو دیکھتا ہے جس کا شریک ابلیس کو مانا جس کے حبیب کی یہ شدید توہین کی فللہ الحجة البالغة.

**ثامن عشر** تھانوی صاحب باطنی آپ کہتے ہیں:

''علم عطائی کسی کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں کہا گیا''

یہ آپ کا اپنا خیال ہو مگر گنگوہی صاحب کے دھرم کے قطعاً خلاف ہے پھر توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کیا انصاف ہے ''فتاویٰ گنگوہیہ'' حصہ اوّل صفحہ ۶۴ پر میں ''تقویۃ الایمان'' کی نسبت ہے:

''بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں''

وہیں ہے:

''اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے''

صفحہ ۱۲۲ر میں ہے

''تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اسکے استدلال بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اسکا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے''

اب تفویۃ الایمان کی سنئے اشراک فی العلم میں کہا:

''اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء سے رکھے خواہ بھوت سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے''

دیکھے شرک میں ذاتی وعطائی کا فرق نہیں کیا گنگوہی صاحب اسکے خلاف عقیدہ رکھ کر اپنے منہ مبتدع فاسق بلکہ عین اسلام کے مخالف ہیں۔

**تاسع عشر** تفویۃ الایمان کی اس عبارت اور اس کے کثیر امثال سے ثابت کہ اس کے دھرم میں جس طرح ذاتی وعطائی کا فرق باطل ہے یونہی رسول وشیطان میں کہ وہ ہر جگہ انبیاء اور بھوت سب کو ملاتا ہے تو گنگوہی صاحب نے اگرچہ صرف شیطان کے لئے مانا اگرچہ صرف عطائی مانا تفویت الایمانی دھرم پر ضرور کافر مشرک ہوئے اور جب وہ تفویت الایمان کے سب مسئلے صحیح وعین اسلام مانتے ہیں تو خود اپنے منہ بھی مشرک ہوئے غرض گنگوہی صاحب نے رسول کے لئے شرک کہا اور شیطان کے لئے ثابت مانا اب چاہے رسول وشیطان سے فرق کریں یا ذاتی و عطائی سے دونوں فرق اسمٰعیل کے نزدیک مردود اور گنگوہی صاحب مشرک . ع

قضائے نبشتہ بنایدسترد

**عشرین** مختصراً چلئے علم محیط زمین غیر خدا کے لئے ماننا شرک ہے یا نہیں اگر نہیں تو براہین مشرک گر کوبتّی دکھایئے اور اگر ہاں تو صرف ذاتی یا عطائی بھی بر تقدیر اوّل ذاتی کس نے مانا تھا اور یہ براہین والا کسے کہتا ہے کہ

''جسکا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا وہ البتہ مشرک ہے''

برتقدیر دوم آپ تھانوی صاحب بلباس باطنی خود مقر ہیں کہ براہین والا شیطان کے لئے عطائی مانتا ہے تو وہ آپ کے اقرار سے مشرک ہوا قسمت کا لکھا کون مٹائے۔

**حادی وعشرین** بحمدہ تعالیٰ اس عشرین نے کہ دو عشرۃ کاملۃ ہیں اس کاذب گڑھت کی چاند پوری کوٹ دی۔

اب اس عبارت براہین میں اور جہالتیں ضلالتیں ہیں ان کے بھی بعض کا بھانڈا پھوڑ دوں و باللہ التوفیق۔

اوّل تو وہی ظلم شدید کہ ''انوار ساطعہ'' نے تو عمر پوری کے ادعائے اختصاص پر نقض کیا گنگوہی صاحب نے بکمال عیاری اسے استدلال ٹھہرالیا ''انوار'' کے صاف لفظ شروع بحث میں یہ تھے:

''زمین پر کل جگہ موجود ہونا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں''

[براہین صفحہ ۵۰]

اور اس پر ملک الموت وشیطان وغیرہ کی مثالیں دے کر آخر میں کہا تھا:

''تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی'' [صفحہ ۵۲]

**ثانی وعشرین** مصنف مرحوم کو یہاں وہابیہ کی ہوس شرک کا توڑنا ہے دیکھو ان کی عبارت:

''تمہارے قاعدے سے چاہیئے وہ مشرک ہو جائے حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر'' [براہین صفحہ ۵۱]

ایضاً:

''تمہارے استدلال کے موافق تو چاہیئے یہ سب محدث اور فقہا زیادہ مشرک ٹھہریں'' [صفحہ ۵۳]

ایضاً:

''سبحن اللہ شرک کے معنی بھی یہ حضرات خوب سمجھے جسکو یہ شرک کہتے ہیں اسکی تشریح گزر چکی جہاں چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے'' [صفحہ ۲۰۳]

''اب دیکھیئے اس بیان کو کفر وشرک سے شمہ بھی لگاؤ نہیں'' [صفحہ ۲۰۷]

''اہل حق پر واضح ہو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہر محفل میں روح مبارک آتی ہے ہاں یہ دعویٰ ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک نہیں'' [صفحہ ۵۴]

اور بلا شبہ ابطال شرک کے لئے امکان کافی کہ شریک باری قطعاً ناممکن ہے مگر گنگوہی صاحب نے جابجا امکان بیکار اور فعلیت درکار ٹھہرائی ان کی تین عبارتیں اوپر گزریں یعنی خدا کا شریک ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں جیسے کذابوں کے نزدیک معاذ اللہ اس کا کذب اس کا جہل تعلی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا.

**ثالث وعشرین** یہاں گنگوہی صاحب پر کثیر رد ''انباء المصطفےٰ شریف'' میں فرمائے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ ۱۹ ربرس سے لاجواب ہیں ان میں سے بعض انہیں عبارت شریفہ میں سنئے قرآن کریم کی تین آیتوں سے علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روز اول سے روز آخر تک تمام ما کان و ما یکون کو محیط ہونا دلیل قطعی سے ثابت فرما کر ارشاد کیا:

''مخالفین ان آیات کے خلاف پر اصلا ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے اور اگر بفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع ونافع ونافی و قامع سب کیلئے شافی وکافی کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار آحاد سے استناد محض ہرزہ باقی میں اس مطلب پر تصریحات ائمۂ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر کہ خود نجدیہ زمانہ کے انہیں گنگوہی پیشوا کی شہادت دوں . ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیۂ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث آحاد کا سنا جانا بالائے طاق یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں نہ اصلاً

اس پر التفات ہو سکے اسی براہین قاطعہ لما امر اللّٰہ به ان یو صل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر مہمل ومختل میں اپنے اور اپنے تمام طائفے کے پاؤں میں تیشہ زنی کو یوں لکھتے ہیں:

''عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اسکا اثبات اسوقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اسکو ثابت کرے''

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا:

''اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا''

صفحہ ۸۷ پر کہا:

''آحاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے''

**الحمد للّٰہ** مناظرہ تو انہیں دو حرفوں میں ختم ہو گیا، ہاں وہاں تمام نجدیہ دہلوی و گنگوہی و جنگلی وکوہی سب کو دعوتِ عام ہے اجمعو اشر کاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالہ یا ایک حدیث متواتر یقین الافادة چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورۂ ما کان و ما یکون سے فلاں امر حضور اقدس ﷺ پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلو اولن تفعلوا فا علموا ان اللّٰہ لا یھدی کید الخائنین اگر ایسا نص نہ لا سکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہر گز نہ لا سکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو والحمد للّٰہ رب العٰلمین''

**رابع وعشرین** پھر فرمایا:

طرہ یہ کہ یہی گنگوہی بہادر خود ہی اسی صفحہ میں دو ۲ سطر ہی بعد اپنے مدعائے باطل کی سند میں لکھتے ہیں:

''خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللّٰہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم''

اس پر چار رد کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد کیا:

''ان سب سے قطع نظر دل چھیننے والی ادا تو یہ ہے کہ:
''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں الخ''

قطع نظر اس سے کہ ملاجی کو ہنوز روایت و حکایت میں تمیز نہیں اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرأت ووقاحت ہے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مدارج شریف'' میں یوں فرمایا ہے:

''اینجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ ام نمیدانم انچہ در پس ایں دیوار ست جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است''

کیوں ملاّ جی کچھ آنکھیں کھلیں ایسا ہی ''**لا تقربوا الصلوة**'' پر عمل کرو گے تو خوب چین سے رہو گے. ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

## خامس وعشرین پھر فرمایا:

''امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ''**لا اصل له**'' یہ حکایت محض بے اصل ہے امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا ''**لم یعرف له سند**'' اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادیات بتانا احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا اسی منہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کو ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لئے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحۃً فرمارہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد، اب اسکے سوا کیا کہیئے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد''

## سادس و عشرین پھر فرمایا:

''اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ تو آپ فضائل سے نکلوا کر اس تنگنا میں داخل کرائیں تا کہ صحیح بخاری ومسلم کی حدیثیں مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل مقولے بے سند منقولے

سب سما جائیں۔ ع

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

**سابع و عشرین** مسلمانو مسلمانو للہ ایک نظر انصاف گنگوہی صاحب کیا صاف صاف فرمارہے ہیں کہ:

"تمام مسلمان شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضیلت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکے برابر تو بزعم خود علم غیب ثابت کرے"

دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں گنگوہی صاحب شیطان کے علم غیب پر ایمان لارہے ہیں اور وہ بھی اس دھڑلے سے کہ بھلا عام مسلمانوں میں کوئی اس کے برابر علم غیب ثابت تو کردے براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے زعم پر بربنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کرلے علم غیب کا لفظ مؤلف کے کلام میں نہ تھا اور جو علم مؤلف نے ثابت کیا اسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا اور اسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ بہت علوم غیب سے کروڑوں درجے زائد کہ انکے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے ایک جلسۂ نکاح پر مطلع ہوجانا علم غیب ہے۔

براہین صفحہ ۴۹:

"فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علمی میں کافر لکھا ہے"

تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروڑوں علم غیب کا مجموعہ ہوا گنگوہی صاحب سے فرماتے ہیں کہ شیطان کو جتنا علم غیب ہے بھلا دوسرے میں ثابت تو کردو کہئے اب کیا خود آپ پر نہ لگا وہ جبروتی حکم جو آپ نے اپنے فتاوے کے حصۂ سوم صفحہ ۷ر میں کہا:

"اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے"

مگر یہ کہئے کہ آپ کے یہاں ابلیس غیر حق تعالیٰ نہیں آپکا حق تعالیٰ وہی ہے

**ثامن وعشرین** واقعی بچارے مسلمان آپ کے شیطان کی برابری کیا کرسکیں جبکہ آپ کے نزدیک ان کے اور تمام جہان کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے برابر نہیں ہو سکتے اس کے لئے علم غیب پر خود اپنے منہ ایمان لاؤ اور محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جو علم غیب مانے اس پر کفر و شرک کا منہ آؤ دیکھو یہی حصہ ۳ ر صفحہ ۴۲:

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے''

دور کیوں جایئے یہیں نہ دیکھئے کہ شیطان کے لئے علم غیب نصوص قطعیہ سے ثابت مانا اور وہی علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماننے پر وہ حکم کہ

''شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے''

واقعی ایمان گنگوہی صاحب کے سب حصے تو شیطان کے لئے ہو گئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کون سا حصہ رہتا کہ ان کا امام الطائفہ ''تفویت الایمان'' میں کہہ ہی گیا کہ:

''اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اللہ نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو''

ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ کے سوا ہیں پھر انہیں کیونکر مانیں بخلاف شیطان کہ وہ ان کے یہاں عین خدا ہے وہی ان کا حق تعالیٰ ہے وسیعلم الذین ظلمو اای منقلب ینقلبون.

**تاسع وعشرین** ہر مسلمان جانتا ہے کہ علم غیب فضیلت ہے و لہٰذا وہ باری عزوجل کی صفات کریمہ سے ہے گنگوہی صاحب نے بھر منہ اسے ابلیس کے لئے ثابت مانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلب کیا تو یقیناً اس عظیم

فضیلت میں ابلیس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف افضل نہ بتایا بلکہ یہ فضیلت اس ملعون کے لئے خاص مانی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے خالی ٹھہرایا اور کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں. صدق اللہ تعالیٰ واعمی ابصارھم ومن کان فی ھٰذہ اعمی فھو فی الاٰ خرۃ اعمی واضل سبیلا.

اذ ناب یوں بکتے ہیں کہ انہوں نے تو ذلیل و ناپاک علم شیطان کے لئے خاص کئے ہیں نہ کہ فضیلت والے اور خود گنگوہی صاحب فرمارہے ہیں کہ مردود مجھ پر جھوٹ نہ باندھو میں گنگوہی تو ایک اعلیٰ درجے کی فضیلت بلکہ خاص اللہ عزوجل کی جلیل صفت علم کو ابلیس کیلئے ثابت جانتا اور مسلمانوں کے رسول محمد (ﷺ) کو اس فضل عظیم سے خالی مانتا ہوں کذالک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار○

**ثلاثین** جناب تھانوی صاحب ظاہری اور ان کے بعد تمام علمائے دیوبند سے استفتاء ہے اللہ عزوجل کو اگر ایک جانتے ہوں تو اسی ایک واحد قہار کے لئے بتائیں کیا دیوبندی مذہب میں نبی ﷺ کی نسبت یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے کفر یقینی ہے کیا اگر کوئی شخص ایسے عقیدہ والے کو کافر کہنے سے زبان روکے اور اس میں صرف اندیشۂ کفر مانے وہ کافر ہے کیا اگر ایسا نہیں تو جو کہے ”شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے“ وہ مسلمان کی تکفیر کرکے کافر یا گمراہ ہوا یا نہیں بینوا توجروا. سوال کی ہر بات کا جواب دیجئے اور اس میں اپنی طرف سے تغیر و تصرف نہ کیجئے گنگوہی[1] صاحب کے بہت جوابوں کی طرح ناقص و محرف نہ ہو والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ.

اس علم محیط کے متعلق گنگوہی اور آپ تھانوی اور اسمٰعیل دہلوی صاحب کی

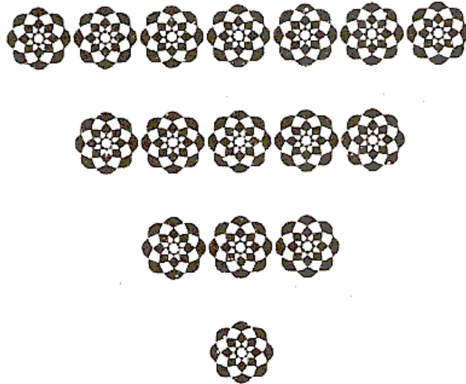
---

[1] گنگوہی صاحب کی عادت ہے کہ جہاں جواب میں دقت دیکھی سوال اڑا گئے ان کے فتاوے میں بکثرت ایسے ناقص جواب ملیں گے اور دوسرا کمال یہ ہے کہ مطلب کے لئے سوال کی کایا پلٹ کر لیتے ہیں سائل آم پوچھے آپ املی کہتے ہیں ،۱۲ منہ.

خوب خوب خبر گیری میرے رسال ''ادخان السنان'' ردوم بسط البنان تھانوی صاحب میں ہے جس میں آپ سے ایک سو ساٹھ ۱۶۰ قاہر سوال نہیں، نہیں سروہابیہ پر ایک سو ساٹھ ۱۶۰ رخیال ہیں چھ ۶ رسال ہوئے کہ آپ تھانوی صاحب ظاہری کے یہاں رجسٹری شدہ گیا ہے اور آج تک بحمد اللہ تعالیٰ لا جواب ہے۔

اب آپ اپنے طلب تحقیق کے لباس میں اسے ضرور بغور ملاحظہ کیجیے و الھادی ھو اللہ لا الہ سواہ. آپ نے اس رسالہ کا کوئی جواب دیا ہو تو فوراً بھیجئے ورنہ اس کا نام ونشان ہی بتایئے کہ منگالوں.



# بحث دوم تکفیر نانوتوی صاحب

اے تھانوی صاحب باطنی عبارت ''تحذیر الناس'' کے متعلق آپ نے جو کچھ تقریر لکھی **اوّلاً** وہ نہ آچکی ہے نہ آج کی بلکہ مدت ہوئی ادھر والے پیش کر چکے اور میرے رسالہ ''وقعات السنان'' رد اوّل بسط البنان نے گھر تک پہنچا دیا اس میں آپ تھانوی صاحب ظاہری سے ایک سو بتیس ۱۳۲ رقاہر سوال نہیں، نہیں سارے دیوبندیہ کے سر ایک سو بتیس ۱۳۲ رجبال ہیں یہ ''ادخال السنان'' سے بھی پہلے رجسٹری شدہ پاس تھانوی صاحب کے پہنچ گیا ان شبہات کا کافی جواب اس سے دیکھئے یہاں اس تحریر باطنی کے متعلق جس قدر رہے وہی گزراش ہوگا ظاہری تھانوی صاحب آپ اگر بحیثیت ظاہری اپنے باطنی روپ کو نہ دیں تو اسی روپ میں آکر دونوں رسالے مطبع اہل سنت سے پھر منگا لیجئے اس رسالہ کا بھی آپ نے کوئی جواب دیا ہو تو بھجوایئے یا نام ہی بتایئے۔

اتنا اجمالاً یہاں بھی گزراش کہ ولید ایک کتاب میں لکھے کہ ''عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن کہ ایک یا اکیلے ہونے میں بالذات[1] کچھ فضیلت نہیں نہ یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل آدم بھی ایک ہے ابلیس بھی ایک ہے بلکہ معنی توحید یہ ہے کہ اللہ معبود بالذات ہے دوسرے اگر ہوتے بھی تو معبود بالعرض ہوتے اس سے تنہائی آپ ہی لازم آگئی پھر دوسرا خدا نہ ہونا قرآن وحدیث وتواتر واجماع سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہوگا توحید اگر بایں معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بندوں ہی کی

---

[1] بالذات کا شاخسانہ دونوں مرتدوں یعنی ولید اور جناب نانوتوی صاحب نے دھوکے دینے کو بڑھایا آگے تصریح کردی کہ یہ مقام مدح میں ذکر ہی کے قابل نہیں کیا مقام مدح میں صرف ذاتی فضل مذکور ہوتے ہیں کیا انبیائے سابقین کے مدح نبوت سے نہ ہوگی جو نانوتوی دھرم میں عرضی ہے، ۱۲ رمنہ۔

نظر سے خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی بلکہ بالفرض اگر بعد ازل بھی کوئی خدا ایک دو یا دس بیس یا لاکھ دس لاکھ پیدا ہو جائیں تو پھر بھی توحید الٰہی میں کوئی فرق نہ آئے گا'' انتھی.

یہ مسلم موحد ہے یا مشرک کافر؟ بر تقدیر اوّل کیا مسلمان ایسی ہی توحید مانتے ہیں جو اور خداؤں کی نافی و منافی نہ ہوئی اور اس معنی کو کہ اللہ ایک ہے جاہلوں نافہموں کا خیال اور نا قابل مدح و خالی از کمال سمجھتے ہیں بر تقدیر ثانی وہ کیوں کافر و مشرک ہوا حالانکہ اس نے دوسرے خدا نہ ہونے کے ساتھ الوہیت بالذات کو بھی ثابت کیا ہے اور دوسرا خدا نہ ہونے کو قرآن و حدیث و تواتر و اجماع امت سے ثابت کر کے اسکے منکر کو کافر بتایا ہے پھر تعجب ہے کہ تکفیر کس بنا پر ہے یہ کیا غضب ہے کہ متکلم اپنی مراد اپنا مطلب صاف صریح لفظوں میں اپنی اسی کتاب میں اسی بحث میں اسی مسئلہ میں بیان کرتا ہے مگر اس کی کچھ شنوائی نہیں ہوتی۔

**ثانیاً** ''تحذیر الناس'' شاید آپ نے دیکھی نہیں سنی سنائی کہہ دی کہ اس میں یہ مضمون نہیں اب دیکھئے شروع کلام اسی سے ہے کہ:

''عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم[1] کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں''

دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ علما تابعین صحابہ سب نے سمجھے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے انہیں جاہلوں نافہموں کا خیال بتایا۔

**ثالثاً** صفحہ ۳ر دیکھیے:

''اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور شکل رنگ سکونت وغیرہ اوصاف میں جنہیں فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے دوسرے رسول[2] کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے

---

[1] / [2] یہ سوئے ادب ہے ہم مسلمان لکھتے ہیں ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ۱۲ منہ۔

کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال''

دیکھئے کیسی صریح تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا خاصۂ عظیمہ خاتم النبین بمعنی آخر الانبیاء خود کوئی فضیلت ہونا درکنار اسے فضیلت میں دخل تک نہیں وہ کوئی کمال نہیں بلکہ ایسے ویسوں کے ذلیل احوال کی طرح ہے **و العیاذ باللہ تعالیٰ**.

**رابعاً** اس سے اوپر متصلاً دیکھئے:

''ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی''

دیکھئے صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وسلم کا یہ خاصہ جلیلہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں کیا آج تک کسی مسلمان نے ایسا بکا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے ایسے وصف کریم کی ایسی تذلیل وتحقیر کوئی مسلمان کرسکتا ہے **حاشا للہ**.

**خامساً** میں نے یہاں کفریات نانوتوی صاحب سے یہ بھی گنا تھا کہ:

''حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں''

**الحمد للہ** کہ آپ نے ''تحذیر الناس'' میں اس کے وجود سے انکار نہ کیا ملاحظہ ہو کہ یہ خاتم النبین پر ایمان نانوتوی صاحب کا خاتمہ کرگیا ختم زمانی کے اس ریائی اقرار اور اس کے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اتر گیا یا یوں کہئے کہ اس صفحہ ۱۱ر کے ظاہری اسلام کو جو خود باقرار نانوتوی صاحب برائے نام تھا صفحہ ۳۴ر کا یہ صریح کفر منسوخ کرگیا پچھلے کفر کو گزشتہ اسلام کیا مٹا سکتا ہے بلکہ یہ کفر ہی اسے منسوخ کرگیا یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر کہ:

''بعد زمانۂ نبوی صلعم[۱] بھی کوئی نبی پیدا ہو''

---

[۱] یہ سوئے ادب ہے ہم مسلمان لکھتے ہیں ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ۱۲ر منہ.

ختم زمانی باطل ہو جائے گا کہ وہ تو یہی تھا کہ:

''آپ سب میں آخر نبی ہیں'' [تحذیر الناس ۲]

اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے کہ ان سے آخر اور ہوا غرض اس سے ختم زمانی کا انتفا بدیہی اور اسکے انتفا سے نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم کہ اسے ختم زمانی لازم تھا:

تحذیر الناس صفحہ ۹:

''ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے''

اور لازم کے انتفا سے ملزوم کا انتفا لازم تو نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا سب فنا اور خاتمیت بجا اس میں کچھ خلل نہ آیا یہ کیسا شدید کفر ہے اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ دیو بندی تعصب و عناد کے مارے ہوئے ہیں تھانوی صاحب آپ تو اب طالب تحقیق ہیں ضرور اس پر غور کریں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل ان کے بدگویوں کی حمایت نہ لیں گے۔

**سادساً** یہاں آپ اپنی سمجھ قاصر رہنے پر اللہ کو گواہ کر رہے ہیں اس شدید قسم کی حاجت نہ تھی اکابر دیوبند تو اسے سمجھے نہیں آپ کیا سمجھتے، اب سمجھئے اور بلباس باطنی نہ سمجھ سکیں تو تھانوی صاحب ظاہری بنکر سمجھئے تعدد[1] امکان امکان تعدد نہیں جیسے اجتماع امکانات امکان اجتماع نہیں حصول فردیت ہر تشخص سے ممکن اور تعدد محال بالذات ممکن کے وجود و عدم دونوں ہر وقت ممکن اور اجتماع محال بالذات ہر تضاد میں دونوں ضدیں ہمیشہ ممکن کہ ممکن کبھی محال نہیں ہو سکتا ورنہ انقلاب مواد لازم آئے اور اجتماع محال جو وقت لیجئے اس میں رات اور دن دونوں ممکن اور دونوں ہوں یہ محال اس کی نظیر شرعیات میں حل للا زواج ہے عورت نامحرم کے لئے حلال اور اجتماع شرعا محال

---

[1] جس چیز میں تعداد محال ہے اور علی سبیل البدلیۃ دو یا سو کا احتمال ہے وہاں تعدد امکان تو ہوا یعنی متعدد احتمالات ممکن ہیں مگر امکان تعدد نا ممکن کہ مفروض یہ ہے کہ اس شئ میں تعدد محال ہے، ۱۲/ منہ۔

تو اس امکان ذاتی سے امکان تعدد خاتم سمجھنا کیسا باطل خیال اتنی نافہمی کے بعد اس کی کیا شکایت کہ:

''سب اس عالم سے ایک ہی وقت میں تشریف لیجائیں تو سب خاتم ہونگے''

ایک بھی نہ ہوگا کہ خاتم کے معنی باقرار ''تحذیر الناس'' صفحہ ۲ یہ ہیں کہ:

''سب میں آخر نبی''

جب[1] دس بیس ایک ساتھ ہوئے تو سب میں آخر ایک بھی نہ ہوا۔

**سابعاً** تعجب تو یہ ہے کہ ''المعتمد المستند'' شریف کی عبارت صفحہ ۱۰۹ جس کا آپ نے پتہ دیا خود اسی میں اس شبۂ باطلہ کے کشف کی طرف صاف ایما فرما دیا تھا کہ ''اما الذاتی فلا یحتمل الا کفار بل ھو ھھنا صحیح وان بطل فی تعداد خاتم النبین لا ن الآ خر بالمعنی الموجود ھھنا لا یقبل الا شتراک عقلا و تمام تحقیقہ یطلب من فتا وینا'' کشف دیکھ کر بھی نہ سمجھنا وہی سمجھ کا قصور ہے جس پر آپ اللہ تعالیٰ کو شاہد کر رہے ہیں مگر یہ آپ پر الزام نہیں دیوبندی مکشوفین حتیٰ کہ تھانوی صاحب ظاہری تک اس کی سمجھ سے قاصر ہیں پھر لباس باطن کی کیا شکایت۔

**ثامناً** محض غلط ہے کہ دیوبندیہ امتناع بالغیر کے قائل ہیں نرے زبانی ''نشھدانک لرسول اللہ'' کا جواب ''واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون ٥'' ہوتا ہے وہ مکابر ہیں آپ تو اب طالب تحقیق بنے ہیں۔

انصافاً غور کیجئے ممکن بالذات کسی محال بالذات کے لزوم سے ممتنع بالغیر ہوگا یا ممکن بالذات کے ممکن کے لزوم سے ممکن کا محال ہو جانا بداہۃً محال حضور اقدس خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ہونا بلا شبہ نافی خاتمیت ہے اور خاتمیت

---

[1] یہاں اوّل من دخل و آخر من دخل کا قصہ پیش کرنا صریح بے ایمانی دو شخص اور انکے بعد کہیں داخل ہوں تو یہ دونوں اوروں سے بعد ہوئے ۱۲ منہ۔

کا انتفا محال کہ اس سے معاذ اللہ کلام الٰہی کا کذب لازم آئے گا قال اللہ تعالیٰ: ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور کذب الٰہی قطعاً محال بالذات تو اسکے لزوم نے اسے محال بالغیر کر دیا لیکن دیوبندیہ بلکہ سارے کے سارے وہابیہ کے نزدیک کذب الٰہی معاذ اللہ ممکن تو اس کا لزوم[1] اسے کیونکر ممتنع بالغیر کر دے گا مسلمانوں کے خوف سے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو زبانی امتناع بالغیر رٹنا کیا مفید، اب تو آپ کو مسلمانوں اور دیوبندیوں کا فرق کھل گیا۔

**تاسعاً** انصافاً ملاحظہ ہو، نانوتوی صاحب نے اس دیوبندی ڈھول کی کھال تک نہ رکھی کہ امتناع بالغیر تھا تو اسی لئے کہ خاتمیت میں فرق آئے گا اور وہ فرما چکے۔

تحذیر الناس ۳۳:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم[2] بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

اب کہیے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے تو یہ ادعا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکنے کے نانوتوی صاحب قائل ہیں کیسی صریح ڈھٹائی ہے۔

**عاشراً** معاذ اللہ کہ کوئی مسلمان ان کفروں اور کفریوں کا قائل ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا (جسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آج تک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہے

---

[1] یہاں وہابیہ کی انتہائی حرکت مذبوحی یہ ہو سکتی ہے کہ حضور کے بعد نبوت جدیدہ کو نفی خاتمیت اور نفی خاتمیت کو کذب اور کذب کو نقص باری لازم اور یہ محال بالذات ہے تو وہ دونوں محال بالغیر مگر یہ محض ہوس ہے اوّلاً گھر ہی ڈھائے گی کذب فرد نقص ہے اور عام کا محال بالذات ہونا اسکے ہر فرد کو محال بالذات ہی کرتا ہے تو کذب محال بالذات ہو گیا نہ یہ کہ انسان ولا انسان کا اجتماع النقیضین محال بالغیر ہو کہ عام محال بالذات ہے۔ ثانیاً جھوٹے ہیں کہ ان کے نزدیک نقص باری محال بالذات ہے انکا امام یکروزی میں صاف ممکن مانتا اور ترفع و تنزہ کیلئے اس سے بچنا بتاتا ہے، ۱۲ منہ۔

[2] ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ۱۲ منہ۔

[تحذیر الناس ۲] نافہمی ہے صفحہ۲/ یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے صفحہ۳/ نہ اسے اصلاً فضیلت میں دخل صفحہ۳/ نہ وہ مدح میں ذکر کے قابل صفحہ۳/ آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم صفحہ۳/ قرآن کی عبارت بے ربط صفحہ۳/ بلکہ خاتمیت کے وہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد (ایک بلکہ لاکھ[1]) نبی ہونے کو منع نہیں کرتے صفحہ۳۳/ بڑوں (یعنی ائمہ وعلماء وتابعین وصحابہ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم اس مضمون تک نہ پہنچا انہوں نے ٹھکانے کی بات نہ کہی اور طفل نادان (یعنی نانوتوی صاحب) نے تیر مار لیا ٹھکانے کی بات کہدی صفحہ۳۴/ پھر ان موہمات کی کیا شکایت کہ حضور کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں صفحہ۴/ حضور کی نبوت قدیم ہے اوروں کی حادث صفحہ۷/ حضور کے کمالات ذاتی ہیں اور کسی نبی کا کوئی کمال ذاتی نہیں، ترک صفحہ۲۔

ہاں انہیں میں ان کے رنگ کفر کی ایک اور ہے کہ حضور تو ہمیشہ نبی رہیں گے لیکن اور انبیاء کی نبوت فنا ہوگئی یا اب فنا ہو جائے گی صفحہ۷/ کون مسلمان ایسی شیطنتیں بک سکتا ہے مگر ہاں یہ قاعدہ آپ نے بہت مفید باندھا کہ جس امر میں فضیلت سمجھی جائے اسے ثابت ماننا ضرور ہے اسکے ثبوت کے لئے کسی ورود وغیرہ کی ضرورت نہیں یہی دلیل کافی ہے کہ وہ فضیلت ہے لہٰذا ثابت ہے۔

الحمدللہ یہ قاعدہ وہابیت ودیوبندیت کا خاتمہ کردے گا فی الحال اتنا ہی بتایئے کہ زمین کی کتنی ہستی بعطائے الٰہی عرش وفرش کے ذرّے ذرّے کو علم وسمع وبصر قدرت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محیط ہونا آپ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں کیا اس میں فضیلت نہیں اور اگر ثابت ہے تو گنگوہی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ کے کاٹنے والے ہوئے یا نہیں جن کے لئے کروڑوں کروڑ درجے علم محیط زمین سے زائد علم ثابت ہے فقط مجالس کا علم ماننے پر حکم شرک جڑ کر اپنی قبر کو کروڑوں شرکوں سے پاٹنے والے ہوئے یا نہیں؟ بلکہ

---

[1] کہ جیسے ایک ویسے ہی کروڑ چو آب از سر گزشت چہ یک نیزہ چہ یک دست، ۱۲/ منہ۔

وہ عظیم احاطے جانے دیجئے صرف علم محیط زمین ہی لیجئے یہ کیا فضیلت نہیں جسے خود گنگوہی صاحب عطا سے تعبیر کرتے ہیں پھر گنگوہی اس پر ایمان سے کیوں منحرف ہیں اور کیوں کہتے ہیں کہ:

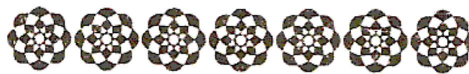
''ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے''

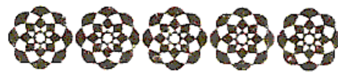
اور کیوں کہتے ہیں کہ:

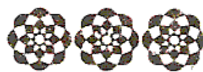
''بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے''

افسوس کہ آپ کا یہ باطنی لباس ان کے وقت میں نہ ہوا کہ ان کی آنکھیں کھولتا اور فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انہیں ایمان کی طرف بلاتا اگرچہ من یضلل اللہ فمالہ من ھاد.









# بحث سوم

## صرف تکفیر فقہی اسمٰعیل دہلوی صاحب

کلام علمائے کرام سمجھنے کی لیاقت ہر ایک کہاں سے لائے ؎

وکم من عائب قولا صحیحا ❁ وآفتہ من الفھم السقیم

یہ مسئلہ چنداں دقیق بھی نہ تھا موضوع کتاب جاننے والے پر مخفی نہ رہتا جسے آپ واقعی طالب تحقیق ہوتے تو بعونہ تعالیٰ ادنیٰ تنبیہ میں سمجھ لیتے مگر تمام دیوبندیہ ایک تو بے علم دوسرے کج فہم تیسرے متعصب چوتھے مکابر یہ ظلمٰت بعضھا فوق بعض. وہ "علی ابصارھم غشاوۃ" ہیں کہ "اذااخرج یدہ لم یکدیرھا" احمق بلید اپنی بدفہمی سے کلام حق پر ایسا اعتراض جانتا ہے جسے اعتقاد کر لیتا ہے کہ لاحل ہے جواب ناممکن ہے اور جب حق آفتاب فکشفنا عنک غطاء ک کی تجلیوں سے دمکتا ہوا سر پر آتا ہے اس وقت آنکھیں کھلتیں اور بدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون ہ جلوہ فرماتا ہے۔

اگر صرف بلادت بے تعصب تھی تو ایمان لاتا ہے تذکروا فاذاھم مبصرون ورنہ وہ آنکھیں کھلنا آنکھیں پھٹ کر رہ جانا بنتا ہے فاذاھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا. تھانوی صاحب دیوبندیہ کو ان کے حال پر چھوڑیئے ذرھم یخوضوا و یلعبوا. آپ طلب تحقیق کے لباس میں رہ کر سمجھئے دیکھئے بعونہ تعالیٰ فید مغہ فاذاھو زاھق ابھی عیاں ہے وباللہ التوفیق۔

تسہیل فہم کے لئے چند مقدمے تمہید کریں ادنیٰ عقل والا بحمدہ تعالیٰ انہیں سے فوراً سمجھ لے گا کہ دیوبندیہ جسے لاحل اشکال سمجھ کر غل پکار ہے تھے وہ انہیں کے گلے کا غل تھا فھی الی الاذقان فھم مقمحون ہ ہاں اس کا علاج کسی کے پاس

نہیں کہ اغشیھم فھم لایبصرون ٥وسواء علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ٥ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون٥۔

**مقدمہ ا:**-تاویل تین قسم ہے قریب، بعید، متعذر، کمافی منتھی السؤل وفصول البدائع وغیرھما ثالث حققیۃً تاویل نہیں تحویل ہے باعتبار زعم مرتکب یا تجرید اًاس پر بھی اطلاق ہے قول علماء: لا یقبل التاویل فی الضروری میں ضرور یہی مراد کہ ضروری میں غیر متعذر متعذر، یہی معنی تاویل متعین میں متعین ورنہ متعین نہ ہو ہاں متبین میں سب قسمیں ممکن۔

**مقدمہ ۲:** - جمہور فقہاء کے نزدیک اکفار کو متبین کافی عامہ حنفیہ و مالکیہ وحنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک اور اکثر متکلمین وفقہائے محققین حنفیہ وغیر ہم شارط تعیین منح الروض میں ہے: عدم التکفیر مذھب المتکلمین والتکفیر مذھب الفقھاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور.

لاجرم تاویل صحیح اگرچہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول کریں گے یہ ہے وہ کہ محققین محتاطین نے فرمایا کہ ایک بات میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو پہلوئے اسلام کو ترجیح دیں گے یہ ہے وہ کہ سل السیوف الھندیۃ علی کفر یات بابا النجدیۃ [١٣١٢ھ] اور حاشیۂ الکوکبۃ الشھابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ [١٣١٢ھ] میں فرمایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے ان کے نزدیک تکفیر اور حکم بوقوع طلاق میں زمین آسمان کا تفاوت ہے طلاق صریح میں خلاف ظاہر احتمال قاضی نہ سنے گا نہ عورت مانے گی فانھا کالقاضی کما فی الفتح والبحر وغیرھما.

ہاں عنداللہ طلاق نہ ہوگی اگر اس نے کسی اور پہلوئے محتمل کی نیت کی یہ ہے وہ کہ فتوائے مبارکہ میں ہدایہ سے تھا الا نہ نوی ما یحتملہ لیکن یہاں یہ بھی حکم کفر نہ کریں گے بلکہ اگر اس نے پہلوئے کفر کی نیت کی تو عنداللہ کافر ہوگا اور یہ کافر

نہ کہیں گے برعکس طلاق کہ اس صورت میں عنداللہ طلاق نہ تھی اور حکم طلاق دیتے دررودرمیں ہے: اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر (ای احتمالات اھ ش )و واحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لونیته ذلک فمسلم والا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه.

لیکن عامہ فقہاء کے یہاں اس کا وہی حکم مثل طلاق صریح ہے کہ معنی ظاہر پر عمل اور احتمال بعید نا متقبل اور باطن مفوض بعلیم عزوجل حتی کہ امام ابن حجر باآنکہ بہت احتیاط برتتے ہیں اعلام میں فرماتے ہیں: الذی یتحرر انه بالنسبة لقواعد الحنفیة والمالکیة وتشدیداتهم یکفر عندهم مطلقا واما بالنسبة لقواعدنا وماعرف من کلام ائمتنا فاللفظ ظاهر فی الکفر وعند ظهور اللفظ فیه لا یحتاج الی نیته کماعلم من فروع کثیرة وان اوّل قبل منه. نیز فرماتے ہیں: عملنابمادل علیه لفظه صریحا وقلنا له انت حیث اطلقت هذااللفظ ولم تؤول کنت کافراوان کنت لم تقصد ذلک لانا انما نحکم بالکفر با عتبار الظاهر وقصدک وعدمه انماترتبط به الا حکام با عتبار الباطن فا للفظ اذاکان محتملا لمعان فان کان فی بعضهااظهر حمل علیه و کذاان استوت ووجدلا حدها مرجح والارادة وعدمها لا شغل لنابها.

**مقدمہ ۳:-** یہاں سے ظاہر ہوا کہ لفظ صریح میں تاویل مقبول نہ ہونا متفق علیہ ہے مگر متکلمین کے طور پر صریح سے مراد متعین کہ مراد متعین اور تاویل سے مراد متعذر کہ غیر متعذر اور فقہا کے طور پر صریح متعین ومتبین کو شامل اور تاویل متعذر وبعید کو یونہی کسی قول کفری پر یہ حکم کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اگر بحث کلامی میں ہے تو مفاد تعین اور جگہ نہ ہونا نفس احتمال کی نفی کہ کوئی دوسرا پہلو ہی نہیں اگر چہ بعید اور بحث فقہی میں ہے تو مفاد تبین اور جگہ نہ ہونا نفی تحمل یعنی قابل قبول نہیں خواہ راساً احتمال ہی

نہ ہو یا بعید ہو۔

**مقدمہ ۴**:- کفریت قول مطلقاً مذہب کلامی میں کفر قائل نہیں کہ اسے تبین کافی اور اسے تعین درکار، فتح القدیر، بحر الرائق ونہر فائق ومنح الروض میں ہے:

**ذلک المعتقد فی نفسہ کفر فالقائل بہ قائل بما ھو کفروان لم یکفر**

اس کے مثل "مجمع بحار الانوار" میں ازہری سے دربارۂ خلق قرآن منقول خود امام الدیابنہ گنگوہی صاحب کے فتاوی حصہ اوّل صفحہ ۵۷/ میں ہے:

"ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہئے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے"

یہ ہے وہ کہ سل السیوف وحواشی کوکبۂ شہابیہ میں فرمایا کہ:

"اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات"

اور جب یہ استلزام نہیں تو وہ احتیاط کلامی کہ قائل سے کفِ لسان کی حامی قول پر حکم میں درکار نہیں بلکہ اس میں یہی احتیاط ہے کہ اس کی خباثت شناعت کفریت خوب آشکار کی جائے کہ عوام کی نگاہ میں کلمۂ کفر ہلکا نہ ہونے پائے **وھو احد محامل تشدیدات الفقھاء الکرام۔**



**مقدمہ ۵**:- دیوبندیوں کی تکفیر مذہب کلامی پر ہے ولہٰذا علمائے کرام حرمین طیبین نے فرمایا کہ ان کے کفر میں شک کرنے بھی والا کافر ہے لیکن کتاب مستطاب الکوکبۃ الشہابیہ کہ بحمدہ تعالیٰ پچیس ۲۵/ برس سے جان وہابیہ وامام الوہابیہ پر صاعقہ بارو شہاب افگن اور اب تک لاجواب ہے اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہے گی اوّل تا آخر اس کا موضوع بحث فقہی ہے صفحہ ۱۰/ سے شروع جواب ان لفظوں سے ہے:

"بلاشبہ وہابیہ اور ان کے پیشوا پر حسب تصریحات جماہیر فقہاء حکم کفر ثابت"

صفحہ ۶۲/ پر ختم جواب میں یہ لفظ ہیں:

"فرقۂ وہابیہ اور اس کے امام بلاشبہ جماہیر فقہاء کی تصریحات پر کافر"

تو ساری کتاب خالص بحث فقہی پر ہے بالکل اخیر میں صرف اتنے لفظ مذہب کلامی پر ہیں کہ:

''اگر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار ومرضی ومناسب واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم''

صفحہ ۶۱ ر میں تمام بحث وکلام کے ختم پر یہ حاشیہ ہے:

''یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا''

اس کے بعد مذہب کلامی کا بیان ہے کہ:

''لزوم والتزام میں فرق ہے ہم سکوت کریں گے ان کے پیشوا کا حال مثل یزید ہے کہ محتاطین نے اس کی تکفیر سے سکوت کیا''

میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ طالب تحقیق پر ان مقدمات ہی[1] نے حق واضح کردیا ہاں دیوبندیہ جن کو بدیہیات بھی نظریات بلکہ مجہول مطلق ہیں انہیں یوں سمجھایئے اگر سمجھ سکیں مگر حاشا انی لھم الذکری وقد جاء رسول مبین ○ ثم تولو اعنہ وقالوا معلّم مجنون○.

ان کے لئے سمجھ کہاں ان کے پاس تو حق واضح فرمادینے والے رسول (ﷺ) تشریف لائے پھر انہیں سے منہ پھیر بیٹھے اور بولے یہ تو پڑھائے ہوئے مجنوں ہیں پڑھائے ہوئے یوں کہ دیوبندی ملّوں سے مل کر حضور کو اردو بولنا آگیا (دیکھو براہین قاطعہ طبع دوم صفحہ ۲۶) اور معاذ اللہ دوسرا لفظ مجنوں یوں کہ جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر مجنوں کو حاصل ہے (دیکھو حفظ الایمان صفحہ ۷).

---

[1] تحقیق انیق اقول وباللہ التوفیق: یہاں تین چیزیں ہیں کلام تکلم متکلم ان میں سے جس کسی میں احتمال محتمل قابل قبول پیدا ہو مانع تکفیر شخص ہوگا اگر چہ کفریت قول ثابت ہو کلام میں احتمال کی صورت تو وہی کہ مقدمہ ۲ ر میں گزری اور تکلم میں احتمال یہ کہ جس کی طرف وہ کلام منسوب ہو اس سے اسکے ثبوت میں تامل ہو تو کلام اگر چہ یقیناً جزماً کفر ہو اس شخص کو کافر نہ کہیں گے کہ اس کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بہر حال میں واضح کو واضح تر کردوں اللہ عزوجل جسے چاہے گا نفع پہنچائے گا وباللہ التوفیق **اولاً** فتوائے مبارک اور پہلی عبارت ''تمہید الایمان'' میں تناقض سمجھنا تو وہ کمال دانشمندی ہے جس کے رد کو ان مقدمات کی بھی حاجت نہیں دونوں عبارتوں کے الفاظ ہی ہدایت کو بس تھے ذرا ایک نظر پھر دیکھ لیجئے فتوے میں مطلق صریح کا ذکر ہے یا کسی قسم خاص کا اور ''تمہید الایمان'' کی اسی عبارت میں یہ لفظ ہیں یا نہیں کہ ''صریح نا قابل تاویل''۔

**ثانیاً** صریح بے شک متعین ومتبین دونوں کو شامل جس کا ثبوت فتوائے مبارکہ میں عبارات ہدایہ وفتح القدیر سے دیدیا گیا فتوے میں دونوں شقوں کا ذکر تھا ''تمہید ایمان'' خاص مسلک ومعتمد ومختار مذہب کلامی پر ہے (مقدمہ ۵) بحث کلامی میں صریح خاص بمعنی متعین متعین اس کے لئے دوسرا محمل ناممکن (مقدمہ ۳) اس صریح میں بیشک ادعائے تاویل مردود جس پر ''شفا وشروح شفا'' سے تصریحات موجود اس سے مطلق صریح کا نافی احتمال یا ہر صریح میں ہر تاویل کا نامقبول وہذیان سمجھ لینا اس لباس کا کام نہیں دوسرے لباس کا دیوبندی ہذیان ہے۔

**ثالثاً** عبارات فتح لقدیر وہدایہ در بارۂ طلاق ہیں وہی حکم تکفیر میں جاری

---

(بقیہ صفحۂ گزشتہ) تکلم ثابت نہیں اور متکلم میں احتمال یہ کہ اس کلام سے اس کی توبہ ورجوع مسموع ہو یہ اگر بہ ثبوت قطعی ثابت ہو جب تو ظاہر کہ اس کی تکفیر حرام بلکہ بفتوائے کثیر فقہا خود کفر اور ایسا ثبوت ہو کہ متردد کردے جب بھی قائل کے بارے میں کف لسان درکار اگرچہ قول کفر صریح نا قابل تاویل ہو حدیث کا ارشاد ہے: کیف وقد قیل اور اگر نری افواہ بے سروپا یا کن فیکون کے بعد اس کے بعض ہوا خواہوں کا مکابرانہ ادعا ہو تو اس پر التفات نہ ہوگا فاحفظ ۱۲ رمنہ۔

فائدہ تقسیم تاویل کبھی یوں کی جاتی ہے کہ دلیل سے ہو تو صحیح اور شبہ سے فاسد اور بزور زبان تو استہزاء ظاہر ہے کہ تاویل کی جگہ وہیں کہیں گے جہاں صحیح ہو اور یہ کلاماً وفقہاً ہر طرح مقبول، فقہا تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین بوجہ شبہ اسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں اور ثالث حقیقۃً تاویل نہیں کھیل اور تمسخر ہے یہ فقہا و متکلمین کسی کے نزدیک مقبول نہیں ایسا ہی کفر وہ ہے کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے اور اسی کا ''تمہید ایمان'' میں بیان ہے ''زرقانی علی المواہب'' مقصد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کرنا اگر بطور متکلمین ہو صریح ہذیان ہے کہ فرق زمین و آسمان ہے (مقدمہ ۲) اور بطور فقہا مسلم ان کے طور پر اسمٰعیل ضرور کافر عبارت صفحہ ۳۵ ''تمہید ایمان'' ان کے مسلک پر نہیں بلکہ در بارۂ متعین ہے اور تکفیر سے سکوت بطور متکلمین مکشوفوں سے کہئے۔ ع

گر فرق مذاہب نہ کنی زندیقی

**رابعاً** عبارات ''صراط مستقیم'' دہلوی کی نسبت یہ لفظ کہ:

''اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں''

تمہید ایمان میں ہے یا کوکبۂ شہابیہ میں کوکبۂ شہابیہ بحث کلامی میں ہے یا بحث فقہی میں (دیکھو مقدمہ ۵) بحث فقہی پر ضرور اس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں کہ وہ تاویل بعید نہیں سنتے (مقدمہ ۳) اور عبارت تمہید الایمان میں بحث کلامی ہے (مقدمہ ۵) وہاں صریح وہ کہ متعین ہونا قابل تاویل وہ جس میں کوئی احتمال بعید بھی نہ ہو (مقدمہ ۳) دشنامی عبارت دہلوی میں تاویل کی جگہ نہ ہونا تو بحث فقہی سے لیا جائے اور نا قابل تاویل کو کفر نہ کہنے کا کفر ہونا بحث کلامی سے لیا جائے یہ دیوبندیہ کی کیسی صریح بے ایمانی ہے اگر بحث کلامی مثلاً تمہید ایمان میں ہوتا کہ دشنام دہلوی میں تاویل کی جگہ نہیں یا بحث فقہی کو کبۂ شہابیہ میں ہوتا کہ جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے تو ہذیان دیابنہ کو جگہ ہوتی ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون.

**خامساً** کھلی گستاخی نا قابل تاویل ہونا اور قائل کا کافر ہونا دونوں کا حاصل ایک ہے تو کوکبۂ شہابیہ کی اس عبارت کا صریح مفاد اسمٰعیل کی تکفیر ہے تکفیر سے زائد

---

(بقیہ صفحۂ گزشتہ) مقصد عبادات میں ان تینوں صورتوں کا بیان فرمایا کہ: حمل الظاھر علی المحمل المرجوح انکان لدلیل فصیح او بشبھۃ ففاسد او لا لشئی فلعب لا تاویل تو کوکبۂ شہابیہ کا ارشاد کہ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں اس کلمۂ خبیثہ دہلوی کو قسم اوّل سے خارج کرتا ہے نہ یہ کہ قسم سوم میں داخل کرتا ہے جس میں تمہید ایمان کا کلام ہے تو ان عبارتوں میں تعارض جاننا اور وہ ملعون شبہ لانا صریح بے ایمانی ہے، جواب اسی قدر کافی تھا مگر حضرت مصنف سلمہ نے چاہا کہ خود کتاب مبارک ''الکوکبۃ الشھابیہ'' اپنا مطلب ارشاد فرمائے لہٰذا یوں تقریر فرمائی، ۱۲/ عبدہ نور محمد عفی وعنہ۔

اور مفاد کیا ہوگا اسمٰعیل کی صاف صریح تکفیر کو کبۂ شہابیہ میں ایک یہیں نہیں بکثرت جابجا ہے صفحہ ۱۰ ''بلا شبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکم کفر قائم'' صفحہ ۱۱ ''خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر'' صفحہ ۱۱ ''وہ سچ کافر ہے'' صفحہ ۱۵ ''کیونکر بالا جماع کافر و مرتد نہ ہوگا'' صفحہ ۱۸ ''یہ سب کافر ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے الخ'' صفحہ ۴۱ ''خود کافر ہے'' صفحہ ۵۲ ''خود کافر ہے'' صفحہ ۶۲ ''بلا شبہ مرتد کافر''۔

کیا ان کثیر تکفیروں کو کوئی عاقل یہ گمان کرسکتا ہے کہ حضرت مصنف علام نے اپنی طرف سے کیں حاشا وہ اپنا مسلک تو ان سب کو لکھ کر یہ فرمارہے ہیں کہ ''ہمارے نزدیک کف لسان مناسب'' بلکہ یقیناً وہ سب بطور فقہاء ہیں جس پر سب میں پہلی عبارت شروع رسالہ اور سب میں بعد کی ختم رسالہ میں دو شاہد عدل ہیں کہ دونوں میں اسے جماہیر فقہائے کرام کی طرف منسوب کیا ہے آغاز میں جتادیا کہ کلام طور فقہی پر ہوگا آخر میں بتادیا کہ کلام طور فقہی پر تھا تو بیچ میں جو کچھ ہے یقیناً طور فقہی پر ہے وہ لفظ بھی کہ ''کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں'' اسی بیچ میں تھا اور انہیں تکفیروں میں سے ایک تھا تو قطعاً انہیں کی طرح طور فقہی پر تھا فانی تؤفکون.

ساری کتاب مسلک فقہی کے بیان میں ہے اپنا مختار صرف سطر اخیر میں بتایا ہے یہ جملہ عین وسط کتاب میں ہے وہاں سے اسے توڑ کر سطر اخیر سے ملانا اور مسلک مختار مصنف پر ٹھہرانا کیسی صریح بے ایمانی ہے۔

خدا ایمان دے تو اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ فقہاء کے طور پر اسکے کلام میں تاویل کی جگہ نہ تھی تو انکے طور پر جابجا اسے کافر کہا اور سطر اخیر میں متکلمین کے طور پر تکفیر سے زبان روکی تو یہاں اسے ناقابل تاویل بھی نہ کہا پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں ولکن الوھابیۃ قوم لایفقھون.

## سادساً:

''یہ صریح سب و دشنام کے لفظ''

حکم کلمہ ہے اور بیشک وہ کلمہ ملعونہ ایسا ہی ہے کہ بحث فقہی ہے اور اس میں صریح بمعنی متبین اور کفر قائل پر جزم محتاج متعین (مقدمہ ۴)۔

**سابعاً** قسموں سے اسے مؤکد فرمایا ہے کہ ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی انہیں ایذا پہنچی یہ بلا شبہ حق ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض اعمال کے تو دیوبندیہ بھی مقر ہیں اور جو کلمہ اپنے صاف صریح متبین معنی پر گستاخی ودشنام ہو ضرور اسے گالی ہی کہا جائے گا اور ضرور موجب ایذا ہو گا اگرچہ اپنے پہلو میں کوئی خفی بعید احتمال عدم دشنام رکھتا ہو مگر متعین ہرگز نہ ہو گا جب تک ہر ضعیف سا ضعیف بعید سا بعید احتمال بھی منتفی نہ ہو جائے یہ عدم تعین اس احتمال پر کہ شاید مراد قائل بعید وہ پہلوئے ابعد ہو صرف بطور متکلمین مقام احتیاط میں اسے تکفیر سے بچائے گا اس کے ارادہ پر ہم کو جزم نہ دے گا نہ یہ کہ وہ گالی نہ رہے یا ایذا نہ دے بھلا اگر کوئی شخص جناب دہلوی وتھانوی صاحبان کو ایسا لفظ کہے تو کیا وہ اسے اچھا جان سکتے ہیں یا اس سے ایذا نہ پائیں گے کیا لفظ کان تک آتے ہی ذہن کو اپنے ظاہر متبادر معنی کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتا اور جب وہ دشنام وقبیح ہیں تو کیا ایذا نہ دیں گے قطعاً دیں گے جس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر۔

تو واضح ہوا کہ گالی ہونا اور ایذا پانا نہ تعین پر موقوف نہ خاص معنی قبیح نیت قائل جاننے پر دلیل اپنے امام گنگوہی صاحب کی دیکھئے حصہ سوم صفحہ ۳۴ / صنم یا بت وغیرہ الفاظ نعت اقدس میں لکھنے سے سوال تھا جواب میں تصریح کی کہ:

"یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معانی ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے"

پھر حکم یہ لگایا صفحہ ۳۵:

"ان الفاظ میں گستاخی واذیت ظاہرہ ہے پس انکا بکنا کفر ہوگا"

یہاں تو معلوم تھا کہ قائل کی نیت گستاخی نہیں پھر بھی اسے گستاخی واذیت ہی ٹھہرایا اور حکم کفر لگایا جہاں نیت کا علم نہ ہو مجرد احتمال لفظ پر گستاخی واذیت سے

کیونکر خارج ہو جائے گا؟۔

**ثامناً** آپ نے پانچ جگہ لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اس کلمہ میں اسمٰعیل کی نیت پر مطلع ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے کہ اس نے وہی پہلو مراد لیا جو کفر ہے:

[۱] چہ جائیکہ متکلم کے مراد لینے کی خبر ہو!

[۲] آپکو تو قائل کی نیت کا علم بھی ہوا!

[۳] تاویل کی نہ آپکے نزدیک گنجائش نہ قائل نے مراد لی!

[۴] صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال انکی مراد!

[۵] معنی کفریہ کا مراد ہونا آپکے نزدیک محقق وثابت!

اور یہ بھی اسی پر مبنی ہے کہ:

"انکے متکلموں نے گالیاں ہی مراد لیں"

تو یہ چھ افتراء ہوئے آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں طالب تحقیق کا یہ کام نہیں کہ افتراء کرے اور وہ بھی ایسے جیتے اور اتنی بار اور یوں بررو! ہو نہ ہو آپ کے اس لباس کو پردہ بنایا گیا اور یہ مکشوفوں کی باتیں ہیں کیا وہ کذّ ابین ومکنہ بین رب العٰلمین کو کبۂ شہابیہ میں کوئی حرف اس سفید جھوٹ کا دکھا سکتے ہیں کہ فرمایا ہو ہمیں اس کی نیت کا علم ہو گیا کہ اس نے معنی کفر مراد لیے ہیں، سبحان اللہ ایسا ہوتا تو یہی فرمایا جاتا کہ:

"ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان مختار" [صفحہ ۶۲]

یہی فرمایا جاتا:

"ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر کرتے ڈریں گے" [حاشیہ صفحہ ۶۱]

یہی فرمایا جاتا کہ:"

ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں" [ایضاً حاشیہ صفحہ ۶۱]

یہی فرمایا جاتا:

''میں اسمٰعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے **فان الا سلام یعلو و لا یعلی**''
[تمہید ایمان صفحہ ۴۳/ از سبحان السبوح صفحہ ۸۰]

ایسا ہوتا تو دیو بندیہ یونہی روتے کہ ہائے ہائے امام الطائفہ کو کافر نہ کہا اذناب کی تکفیر کی انکی نہ کی اذناب کو ان سے چھڑالیا، رہے فقہا انکے حکم فرمانے کو دعوی اطلاع نیت سے کیا علاقہ کہ وہ ظاہر پر حکم فرماتے ہیں نیت سے بحث نہیں رکھتے (مقدمہ ۲) البتہ جمہور متکلمین اور ان کے موافقین فقہائے محققین اگر تکفیر کریں گے تو یا احتمال نہ مانیں گے معنی کفر میں متعین جانیں گے یا اطلاع نیت کے بعد، یہ ہے وہ جو صفحہ ۴۳ رتمہید ایمان میں ارشاد ہوا نیت نہ معلوم ہونے ہی کا تو سبب ہے کہ اپنا مسلک وہ ارشاد فرمایا کہ:

''مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ''

کلام علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل اور دیوبندیہ کو محال ہے ملاخطہ ہو کہ جہاں بحث فقہی تھی بوجہ تبین بطور فقہا تکفیر لکھی اور نیت سے بحث نہ کی اور جب مسلک ومختار ذکر فرمایا بوجہ عدم علم نیت تکفیر سے احتیاط کی۔

**تاسعاً** طرفہ یہ کہ اوّل آپ نے یہ تعریض کی:

''چہ جائیکہ ایسے معنی مراد لے جو محتمل ہی نہ ہوں''

حالانکہ یہ ساتواں افترا تھا کوکبۂ شہابیہ میں کہیں اس کا پتہ نہیں ابھی رابعاً میں ہمارا کلام یاد کیجئے اب یہاں یہ مطلب ٹھہرایا:

''اور صاحب صراط مستقیم میں نہ احتمال کی گنجائش نہ وہ احتمال انکی مراد''

ابھی سن چکے کہ یہ افترائے محض ہے دونوں قول دیوبندی خود گڑھت ہیں،

اب فرمایئے کہ نفی گنجائش سے اگر راُساً نفی احتمال مراد یعنی کوئی دوسرا احتمال ہے ہی نہیں تو یہ اشارہ کس طرف ہے کہ:

''نہ وہ احتمال انکی مراد''

اور اگر نفی قبول مراد کہ دوسرے معنی محتمل تو ہیں مگر مقبول نہیں تو اسکے کیا معنی کہ:

''ایسے معنے مراد لئے جو محتمل ہی نہ ہوں''

کتنا کہہ دیا تھا کہ فتوائے مبارکہ وفرق تبین وتعین سمجھ میں نہ آئے تو اخیر درجے تھانوی صاحب ظاہری تک سے سمجھئے مگر آپ نہ سمجھے یا وہ بھی نہ سمجھے کہ سمجھا سکتے۔

**عاشراً** آپ لکھتے ہیں:

''یہ تمام فقہا کا مذہب آپ ہی نے نقل فرمایا ہے کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہو تو مسلمان ہی کہیں گے''

یہ دیوبندیہ کا **آٹھواں افترا** ہے بتایئے تو تمام کا لفظ کہاں فرمایا ہے تمہید ایمان صفحہ ۳۳ کی عبارت خود اسی خط میں آپ اس قدر نقل کر چکے ہیں کہ:

''بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے''

یہ عبارت اس مکر مرتدین کے رد میں ہے کہ:

''فقہ میں لکھا ہے جسمیں ننانوے باتیں کفر کی ہوں الخ''

جن فقیہوں نے یہ لکھا انہیں کا مطلب بتایا ہے کہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے نہ یہ کہ تمام فقہاء کا مذہب ہے، ملاحظہ کیجئے دیوبندیہ کو افترا میں کتنی جرأت ہے ''تمہید الایمان شریف'' اسی بحث اسی بیان میں یہ لفظ تھے:

''محققین فقہا کافر نہ کہیں گے'' [صفحہ ۳۵]

**ولکن الدیا بنۃ لایبصرون۔**

**حادی عشر** یہ افترا اٹھا کر اس پر تفریع جمائی کہ:

''پھر آپکا یہ فرمانا کہ جماہیر فقہائے کرام کی تصریحات پر یہ سب کے سب

مرتد کافران سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض'' احتمال کی صورت میں فقہا یہ حکم کیسے دے سکتے ہیں یہ نسبت تکفیر کی فقہا کی طرف محض غلط ہوگی''

ائمۂ ثقات نے مبتدعین اہل تاویل کی تکفیر میں سلف سے خلف تک ائمہ کا اختلاف نقل فرمایا ''منح الروض'' وامام ابن حجر کی عبارات اوپر گزریں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا تاویل نہ ماننا اور انہیں کافر ہی جاننا جمہور سلف کا مذہب بتایا اور ایک جگہ اسی کو اکثر محدثین وفقہاو متکلمین کی طرف نسبت فرمایا شفا شریف میں فرماتے ہیں: اکثر اقوال السلف تکفیر هم وهو قول اکثر المحدثین والفقهاء و المتکلمین.

اسی میں ہے: اختلف الفقهاء والمتکلمون فی ذٰلک فمنهم من صوب التکفیر الذی قال به الجمهور من السلف.

آپ عدم تکفیر پر اجماع فقہا تراش کر ان کی طرف نسبت تکفیر غلط کرنا چاہتے ہیں یہ باطنی تحقیق طلب کی حرکت نہیں اہل پردہ مکشوفین کی ہے۔

**ثانی عشر** طرفہ بکف چراغی یہ کہ کوکبۂ شہابیہ سے یہ عبارت نقل کرلائے کہ:

''باجماع ائمہ توبہ اور از سرِ نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض''

اور نہ جانا کہ حکم کس صورت میں ہے کفر مختلف فیہ میں ہے کہ مافیه خلاف یؤمر بالتوبة و تجدید النکاح . درمختار وعالمگیری وبحر ونہر وغیرہا اور اختلاف ائمہ نہ ہوگا مگر یہاں کوئی احتمال اسلام ہو کہ قطعی یقینی کافر قطعاً اجماعاً کافر ہوگا تو ثابت ہوا کہ فقہا بحال احتمال بھی تکفیر کرتے ہیں جسے دوسرے فریق نہیں مانتے۔

**ثالث عشر** آگے لکھا:

''اور اگر واقع میں کوئی احتمال نہیں تو آپکی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپکی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی''

یہ نہ فقط امام اہلسنت بلکہ اکابر فقہائے کرام پر چھانٹی کون نہیں جانتا کہ صدہا مسائل میں فقہاء تکفیر میں مختلف ہو جاتے ہیں ایک فریق کافر کہتا ہے دوسرا مسلمان منح الروض وابن حجر وشفا شریف، درمختار وغیرہا کی عبارتیں ابھی گزریں۔

اب ہر اختلاف میں دیکھئے کہ وہاں احتمال اسلام ہے یا نہیں اگر ہے تو آپ کے نزدیک اجماع فقہاء تھا کہ سو میں ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو مسلمان ہی کہیں گے تو وہ بالا جماع مسلمان ہوا اور ایک فریق فقہاء نے اسے کافر کہا تو اس اجماع کا جس میں خود بھی شریک تھے خلاف کیا اور اجماعی مسلم کو کافر کہا ان کافر کہنے والوں پر کیا حکم آیا اور اگر وہاں احتمال اسلام نہیں تو جس فریق نے مسلمان کہا اس سے کہیے آپ کی عدم تکفیر کی کیا وجہ ہوگی اور آپ کی عدم تکفیر پر تکفیر نہ ہونے کی کیا وجہ ہوگی کہ آپ قطعی کافر کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔

**رابع عشر** آپ کہتے ہیں:

"صاحب براہین وتحذیر وحفظ الایمان اپنی عبارت کا مطلب خود ہی بیان فرمائیں مگر ان کا کفر قطعی"



صاحب براہین وتحذیر نے جیسا مطلب بیان کیا اس کا حال بحث اوّل و دوم میں دیکھ چکے البتہ خود آپ صاحب خفض الایمان نے دس برس کامل ضربیں کھا کر اپنے بیان مطلب میں سوا دو ورق کی مبسوط کتاب لکھی جس کا یہ چھوٹا سا نام "**بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان**" اس میں اپنا مطلب خوب بیان کیا صفحہ ۷ر پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا، صفحہ ۳۲ر پر بلا شبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا، امام اہل سنت وعلمائے حرمین طیبین نے تو جو ایسا مانے اسے کافر کہا تھا آپ نے اپنے کفر پر اور بڑھ کر رجسٹری کی کہ:

"فرمایا جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ

کی تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی"

دیکھئے بلا اعتقاد اور اشارۃً دو تکفیریں آپنے اور اضافہ کیں آپ میرا رسالہ "وقعات السنان" اپنی حیثیت ظاہری سے لے کر دیکھئے مگر حسب وعدہ طالب تحقیق ہوکر پھر اگر آفتاب کی طرح روشن نہ ہوجائے کہ آپ تھانوی صاحب نے خفض الایمان میں کفر بکا اور بسط البنان میں ٹھنڈے جی سے اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا قبول کر لیا تو میرا ذمہ۔

**خامس عشر** آپ پوچھتے ہیں:

"متعین ہونیکی صورت کیا ہے"

جی یہی جو براہین قاطعۂ گنگوہی و تحذیر الناس و خفض الایمان میں آپ کے پیش نظر ہے کہ سولہ ۱۶ برس سے زیادہ گزرے دانتوں پسینے آرہے ہیں ایڑی چوٹی کے زور لگائے جارہے ہیں اور کفر نہ ہلتا ہے نہ ٹلتا نہ اپنی عبارتوں میں کوئی اسلام کا پہلو نکلتا **صدق اللہ فبھت الذی کفر واللہ لا یھد القوم الظٰلمین ○**

**سادس عشر** آپ عبارت صراط مستقیم کو پوچھتے ہیں کہ:

"اگر وہ متعین ہوتی تو آپ کس انداز سے اس عبارت کو ادا فرماتے"

جی اسی طرز سے جس سے امام اہل سنت و تمام علمائے حرمین طیبین نے خبابان نانوتوی و گنگوہی اور آپ تھانوی صاحبان کی تکفیر فرمائی کہ وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد مرتد مرتد اور جوان کو مسلمان جانے بلکہ انکے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر کافر کافر۔

خیر یہ سوال تو فضول تھا جس سے دیوبندیوں کو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ جیسے الٰہی محمدی احکام ان کے ان پچھلے اماموں پر اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کے شہروں سے آئے اسی رنگ کے اپنے امام اوّل دہلوی صاحب پر بھی سن لیں اگر چہ بصورت فرض و تقدیر کہ اگر اس کی عبارت متعین ہوتی تو کس طرح کہتے مگر مستور مکشوفوں کی سخت ڈھٹائی یہ ہے کہ:

''جس شد و مد سے صراط مستقیم کی نسبت لکھا ہے کیا انہیں مؤکد قسموں کے ساتھ ان کتب (براہین وتحذیر وحفظ الایمان) کی نسبت بھی لکھ سکتے ہیں اگر آپ ایسی قسمیں کھالیں گے تب ثابت ہو گا کہ عبارات رسائل ثلاثہ آپکے نزدیک متعین ہیں''

سبحان اللہ تمام علمائے حرمین طیبین نے فرمایا کہ: **من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر** جوان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے سولہ ۱۶ ربرس سے شدید ضربیں پڑتیں رہیں سارے کے سارے دیوبندیوں کی کمیٹیاں جڑیں اور پہلوئے اسلام نہ نکلنا تھا نہ نکلا اور ابھی ان عبارات کے متعین فی الکفر ہونے میں شبہ ہی رہا شبہ جب مٹے گا کہ ہم قسم کھا کر کہدیں شاید پر وگیوں نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جوافتر اُجوڑ لیا تھا کہ امام اہل سنت نے دہلوی کی نیت معلوم ہو جانے کا دعویٰ فرمایا اور یہ دعویٰ وہاں ناممکن تھا کہ لفظ میں کیسا ہی احتمال بعید ہو نیت غیب ہے وہی بے امکانی شاید یہاں بھی رہے گی اور اس پر قسم نہ ہو سکے گی کہ:

''ان کے متکلمین نے گالیاں ہی مراد لیں''

لہٰذا یہ فقرہ اس حلف میں بڑھایا اور نہ سمجھے کہ متعین میں دوسرا پہلو ہے ہی نہیں جس کی نیت کا احتمال ہوان کے متکلمین نے قطعاً یقیناً یہ ملعون الفاظ ہوش وحواس میں لکھے اس وقت سوتے نہ تھے پاگل نہ تھے شراب پیئے ہوئے نہ تھے تو یقیناً قصداً کہے اور جب وہ نہیں مگر گالیاں تو قطعاً یقیناً گالیاں ہی مرد لیں۔

ہاں ایک احتمال بعید رہے گا کہ گالیاں دیں تو عمداً مگر دل سے ان کے معتقد نہ تھے محض بطور استہزأ لکھیں تو اعتقاد قلبی پھر غیب رہے گا مگر کیا یہ کفر قطعی یقینی اجماعی سے بچالے گا حاش للہ، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایٰتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون٥ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔**

خود دیوبندیہ کے امام گنگوہی کے فتاوے حصہ دوم صفحہ ۲ر میں ہے:

''کلمہ کفر بولنا عمداً اگر چہ اعتقاد اس پر نہ ہو کفر ہے''

بات یہ ہے کہ دیوبندیہ کفر بکتے بکتے تکفیر سنتے سنتے عادی ہو گئے ہیں سخت لفظ انہیں کرّ الگتا ہے اور اسے نرم سمجھتے ہیں کہ تم کافر مرتد اور جو تمہارے کفر میں شک کرے وہ کافر مرتد جب تو صراط مستقیم پر جو الفاظ ارشاد ہوئے ان کو شدّ و مدو گرم جوشی سمجھے اور ان کی نسبت جو یہ احکام لکھے ان کو ہلکا، حالانکہ ایمانی نگاہ میں یہ انتہا درجے کا سب سے سخت تر حکم ہے جس سے زیادہ شدید نا متصور اس کے بعد اور کون سی سختی ہمارے ہاتھ میں رہ گئی جسے ادا کرتے بخلاف دہلوی کہ اس پر یہ اشد حکم قطعی اجماعی نہ تھا لہٰذا اس کے کلمۂ خبیثہ ملعونہ کی جتنی ملعونی ظاہر ہو سکی اسی پر اکتفا کی۔

**سابع عشر** پھر کہا:

''اسکے بعد وجہ فرق پوچھی جائے گی عبارت صراط مستقیم متعین کیوں نہیں''

یعنی اور عبارات براہین و تحذیر و حفظ الایمان کیوں متعین ہیں ان عبارات کا متعین ہونا تو ابھی ۱۴/ ۱۶/۱۵ ار میں ثابت کر چکا ہوں خود قائلین متعین سمجھے ہوئے ہیں کہ کوئی پہلوئے اسلام نہیں نکال سکتے اور خود آپ تھانوی صاحب نے صراحۃً اپنا کافر و خارج از اسلام ہونا لکھدیا تحریری اقرار کفر چھاپ دیا صراط مستقیم کا نا متعین ہونا یوں کہ وہ اجلۂ اکابر بندگان خدا کہ بفضلہٖ تعالیٰ **لا یخافون لومۃ لائم** کے مصداق ہیں جو ان مرتدین کے جیتے جی ان کو کافر و مرتد کہہ رہے ہیں اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اٹھائیں انہوں نے مردہ دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مولیٰ عزوجل کی بیشمار رحمتیں کیا خوب فرمایا کہ خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مردوں کا **فعل اللّٰہ بهشام كذا و كذا** اگر دہلوی کی عبارت بھی متعین ہوتی تو اس مرے ہوئے کا کیا خوف تھا کہ اس کی تکفیر قطعی کلامی سے کف لسان فرماتے۔

**ثامن عشر** پھر کہا:

''صراط مستقیم کی عبارت میں احتمال کیا ہے تا کہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں''

اے سبحان اللہ ہم سے پوچھ کر ان کی بگڑی بنایئے گا ان بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں اور تو خاموش اور آپ تھانوی صاحب خود اپنی تکفیر میں گرم جوش۔

بفرض محال اگر آپ خود احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھ کر اس کے قیاس پر کوئی احتمال ان کی عبارتوں میں نکال سکیں تو وہ ان کو کیا نفع دے گا وہ احتمال ان کی مراد نہ ہونا ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اگل دیتے اب ان کی طرف سے آپ نیت کریں گے یہ وہی چاند پوری والی وکالت تھانوی ہے خاطر جمع رکھیئے آپ کی نیت سے وہ مسلمان نہ ہو سکیں گے ابھی تو درمختار سے سن چکے کہ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر کو نفع نہ دے گا نہ کہ آپ مفت ہی کا پہلو نکال کر انہیں مسلمان بنالیں۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتیں اگر بفرض غلط متعین نہ تھیں تو اب ان کے کفر میں متعین ہو گئیں کہ اگر ان میں کوئی پہلوئے اسلام ان کی مراد ہوتا تو کب کے بتا چکتے کس دن کے لئے اٹھا رکھتے **کذالک العذاب و العذاب الآخرة اکبر لو کانوا یعلمون.**

اگر کہئے گنگوہی و نانوتوی سے کفر نہ اٹھے میں تو خود تھانوی ہوں تو جناب فرق حیثیت نہ گمایئے آپ سولہ برس تک عاجز آ کر ''بسط البنان'' میں کچھ نہ بنا کر اب لباس باطنی میں آ کر ہم سے سیکھ کر اپنی بگڑی بنا کر کیونکر نجات پا سکتے ہیں معہذا جب گنگوہی و نانوتوی کافر رہے اور وہ ایسے کافر ہیں کہ ''**من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر**'' اور آپ ان کو مسلمان بلکہ اپنا امام جانتے ہیں تو آپ پھر کافر کے کافر ہی رہے **جف القلم بما ھو کائن.**

**تاسع عشر** میں نے پہلے خط میں فتوائے مبارکہ کی نسبت گزارش

کر دیا تھا کہ:

''اسے غور سے سمجھئے خود سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سمجھانے والوں سے سمجھئے وہ بھی نہ سمجھیں تو تھانوی صاحب سے سمجھئے وہ بھی نہ سمجھیں تو اپنا اقرار عجز لکھیں سمجھا دیا جائیگا وباللہ التوفیق''

اب کھلا کہ وہ طالب تحقیق آپ ہی ہیں کہ اس لباس میں تنزل کر کے نہایت سلیم حلیم مستفید بنے ہیں آپ کی طلب تحقیق سے ظاہر یہ ہے کہ آپ تو اس پر کار بند ہوئے ہوں گے ولہٰذا یہ دو ورق کا جواب چوبیسویں دن آیا کہ کچھ دن آپ بحیثیت باطنی سمجھے اور جب یہ حیثیت تھانوی صاحب ظاہری سے بہت تنزل کی ہے تو آپ سے اوپر اور ان سے نیچے وسائط بھی ہوئے کچھ دن وہ سمجھانے والے سمجھے جب کسی کی سمجھ نے کام نہ دیا آپ کی حیثیت ظاہری کی طرف رجوع ہو کر تھانہ بھون سے استعانت بالغیر کی گئی، اب کچھ دنوں آپ نے اس حیثیت ظاہری میں غور کیا اور نتیجہ یہ دیا کہ خاک نہ سمجھے۔

بے علم آدمی کہ تبین تعین کے لفظ سنے ہوئے ہو فتوائے مبارکہ کو دیکھ کر کہے گا یہ کیا ایسا دقیق ہے کہ دیوبندیوں میں کوئی نہ سمجھا ولہٰذا امر سوم میں یہ کچھ نافہمیوں کی داد دی اور اس خط میں نہ سمجھنے کا آپ نے دو ۲ ربار اقرار بھی کر دیا ایک یہ کہ:

''یہ اعتراض اب معلوم ہوا کہ آپ پر بہت دنوں سے کیا گیا ہے آپ نے یا آپ کے کسی معتقد نے اگر اس کا کوئی جواب تحریر فرمایا ہو تو مطلع فرمایئے''

آپ کو کیسے معلوم ہوا اس فتوے ہی سے تو معلوم ہوا پھر کیا اس میں خالی سوال تھا جواب نہ تھا جواب سمجھے ہی نہیں کہ مطلع فرمانا مانگ رہے ہیں دوسرے یہ صاف تر کہ:

''میرے جواب میں فتویٰ نقل فرمانا میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اس کا کیا مطلب ہے''

خط بھر میں یہ قد یصدق صاف ہے اس بحث سوم میں یہ جو کچھ فقیر نے

لکھا اسی فتوائے مبارکہ کی شرح ہے آپ اس لباس میں طالب تحقیق بنتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اب ضرور سمجھ جائیں گے۔

**عشرین** اخیر گزارش یہ ہے کہ ایک طالب تحقیق کو ہار جیت یا الزام سے کیا کام آپ بحیثیت باطنی اپنی عاقبت کی فکر کریں صراط مستقیم کی اس عبارت میں انصاف انصاف سے آپ کو کیا معلوم ہوتا ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں اگر ہے اور متعین ہے تو آپ اسے کافر قطعی کہیے یا متبین ہے تو بحکم فقہائے کرام کافر کہیے اور اصلا توہین نہیں تو جو الفاظ ملعونہ اس نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ میں بکے، ان سے ہزاروں درجے ہلکے امتحان کیلئے ''کوکبۂ شہابیہ شریف'' صفحہ ۳۳ رمیں ارشاد ہوئے ہیں وہ تمام الفاظ بے پھیر پھار صاف صاف اسمٰعیل دہلوی وقاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی کی نسبت آپ خود چھاپیئے اور ان سب اور اشرفعلی تھانوی کل کی نسبت مرتضیٰ حسن وغیرہ معتقدین سے نام بنام چھپوادیجئے جس میں کسی طرح ان کے لکھنے سے انکار یا اعتذار کی بو نہ پیدا ہو جس طرح صراط مستقیم میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت کشادہ پیشانی سے لکھے۔

آپ تحقیق طلب ہیں تو کلیجے پر ہاتھ دھر کر دیکھئے کیا آپ وہ الفاظ ان اشخاص کی نسبت چھاپنا گوارا کریں گے اور ان کی توہین نہ سمجھیں گے ضرور ضرور سمجھیں گے پھر کیا ایمان ہے کہ چند انفار کی نسبت اتنے ہلکے الفاظ توہین ٹھہریں اور ان سے بدر جہا بدتر الفاظ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع میں توہین نہ قرار پائیں کیا اسی کا نام اسلام ہے کیا یہی غلامی سرکار سید الانام ہے؟۔

اللہ قادر مطلق ہدایت دے تو طالب تحقیق کو صرف اتنی ہی بات حق سمجھا دینے کے لئے کافی ہے کہ دہلوی کیسا تھا اور سارے دیوبندی کہ اس کی وہ کچھ دشنام شان رسالت میں سن کر دشنامی کو اپنا امام وپیشوا مان رہے ہیں کیسے ہیں لبئس المولیٰ و

**لبئس العشیر و اللہ مولٰینا فنعم المولی و نعم النصیر.**

**تذییل جلیل** الحمدللہ تھانوی صاحب آپ کو خط میں کوئی حرف جواب طلب نہ رہا آپ نے امام اہل سنت پر تہمت تناقض رکھی تھی اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہولیا اب میں آپ کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ تناقض کیسا ہوتا ہے تناقضوں کی بہار دیکھنی ہوتو جناب گنگوہی صاحب کا فتوے دیکھئے اہلے گہلے ملیں گے میں ان میں سے صرف ایک مسئلہ میں ان کے تناقض گناؤں اور اس میں بڑا مقصود اور ہے، وہ کیا؟ وہ یہ کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں کسی کی رورعایت نہ کریں گے گنگوہی صاحب نے ایک فتوے میں تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی کو کفر سے بچالیا ہے جہاں سائل نے صاف ان کے نام لکھ دیئے تھے لیکن گنگوہی کثیر فتوؤں نے ان کو اور نیز ان کے اور آپ کے پیرومرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرایا ہے اور یہی گنگوہی صاحب نہ فقط گنگوہی صاحب سب دیوبندیہ نہ صرف دیوبندیہ سب وہابیہ کا اصل مذہب ہے۔








# ملاحظہ ہو گنگوہی فتاوے کا

## حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی صاحب اور خود اپنے پیر جناب امداد اللہ صاحب کو کافر مشرک ٹھہرانا!

''فتاویٰ گنگوہی'' حصہ ۳ر صفحہ ۱۵ر میں سوال تھا:

''پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر ؎

**یارسول اللہ انظر حالنا ☆ یانبی اللہ اسمع قالنا**

**اننی فی بحرھم مغرق ☆ خذیدی سھل لنا اشکالنا**

شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ومولانا محمد قاسم کے بھی متضمن اشعار استمداد یہ ہیں پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک اور انکے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جائے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے انکے بحث کرنیوالے کو منکر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علما ومشائخ کے پڑھے جاتے ہیں کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ و دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا. اھ ملخصاً''

سوال کے مضامین یاد رکھئے!

[۱] استعانت بغیر اللہ غیر خدا سے مدد مانگنا۔

[۲] ان اشعار میں یہ کہ یارسول اللہ حضور ہمارے حال پر نظر فرمائیں یا نبی اللہ حضور ہماری عرض سنیں ہماری دستگیری فرمائیں ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔

[۳] ان اشعار کا عام مجالس ومجامع میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم کا انکار نہ کرنا۔

[۴] عام مسلمین کا ان کو عین دین سمجھنا بحث کرنے والے کو رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر جاننا۔

اب گنگوہی جواب سنئے!

"ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ انکو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موہم ہونیکے مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہٰذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مؤلف پر طعن ہوسکتا ہے اور کراہت موہم ہونیکی بوجہ غلبۂ محبت منجبر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اسکو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا. اھ مختصراً"

جواب کے احکام یاد رکھئے حکم اوّل ان اشعار میں خود نہ شرک نہ گناہ نہ ان کے مصنفوں پر کچھ طعن، حکم دوم ان کا پڑھنا منع نہیں، حکم سوم موہم ضرور ہیں اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے مگر غلبۂ محبت سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے، حکم چہارم ان سے عوام کو ضرر ہے اس لئے مجمع میں پڑھنا مجھے پسند نہیں مگر اس کو بھی معصیت نہیں کہہ سکتا۔



دیکھئے یہاں جو اپنوں کے نام اپنوں کے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہیں کہ:

[۱] غیر خدا کو دفع مصیبت کیلئے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہے۔

[۲] خود غیر خدا سے کہنا کہ: ہماری دستگیری کرو، ہماری مشکلیں آسان کرو۔ شرک و کفر در کنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔

[۳] صرف مجمع میں بخیال عوام کراہت ہے اسے بھی غلبۂ محبت کی خوبی نے دبا دیا۔

[۴] اگرچہ رواج کی وہ کثرت اور بزعم وہابیہ فساد عقیدۂ عوام کی وہ حالت جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت تک نہیں ہوسکتا۔

اب اصل دلی فتاویٰ دیکھئے، تناقض ار حصہ ار صفحہ ۳۱:

''مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجات ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا''

تناقض ۲ / ایضاً بعد چار ۴ / سطر:

''موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے''

تناقض ۳ / صفحہ ۳۲:

''اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جانکر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی نا جائز ہے''

تناقض ۴ / ایضاً بعد یک سطر:

''جو لفظ موہم معنی شرک ہو اسکا بولنا بھی نا روا ہے **لقولہ تعالیٰ لاتقولوا راعنا** صحابہ کی نیت میں معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہو گئے پھر عوام اس سے شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں''

تناقض ۵ / صفحہ ۱۱۵:



''ندائے غیر بدون عقیدہ شرکیہ گناہ ہے''

اس فتوے میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو اڑا کر صرف ندائے غیر رکھی اور اسے بے عقیدۂ شرکیہ خالص مباح بتایا اور دل میں یہ کہ یوں بھی گناہ ہے۔

تناقض ۶ / صفحہ ۸۵:

''موہم شرک ہیں منع ہیں''

تناقض ۷ / حصہ ۳ / صفحہ ۹:

''درست نہیں کہ ظاہر اسکا موہم شرک کا ہے''

تناقض ۸ / صفحہ ۳۴/۳۳:

''ممنوع ست سم قائل بعوام سپر دن ست کہ صد ہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ

مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشان گردد یہ مسلمانوں کو زہر قاتل دیتا وہاں کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا''

تناقض ۹ رپھر بھی یہاں تک تو یہی الفاظ تھے کہ معصیت سے خالی نہیں معصیت ناجائز ناروا گناہ منع ہے درست نہیں کہ مکروہ تحریمی تک صادق آسکتے تھے آگے چل کر خاص حرام ہوگیا، حصہ ۱ر صفحہ ۱۱۱:

''چونکہ بظاہر موہم شرک ہیں اس لیئے پڑھنے والے انکے مجلس م عوام میں گنہگار ہوتے ہیں لہذا پڑھنا انکا حرام ہے''

تناقض ۱۰ر حصہ ۳ر ص ۱۸ر:

''وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے''

طرفہ یہ کہ یہ اسی پہلے استفتاء کا دوبارہ جواب ہے یہاں جو جناب شاہ صاحب و قاسم صاحب کے باعث. ع

پتھر کے تلے دبا تھا دامن

آپ بادل ناخواستہ زبان چبا چبا کر ان کہی بولے سائل نہ سمجھا یا اس نے براہ شرارت آپ کو چھیڑنے اور کچھ بلوا قبلوا چھوڑنے کے لئے مکرر پوچھا تھا کہ:

''مجھکو بصراحت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا ارشاد کیا''

اس کا صفحہ ۱۸ر پر یہ جواب دیا کہ فساد عقیدہ عوام کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں پڑھنا فسق اور اوپر ایک ہی صفحہ پہلے اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ:

''بندہ معصیت نہیں کر سکتا''

یعنی گناہ تو نہیں مگر فسق ضرور ہے، حافظہ نباشد۔

تناقض ۱۱ر اب حرام سے بھی اونچے چل کر بدعت وضلال واضلال لیتے ہیں حصہ ۱ر صفحہ ۱۸:

''اگر چہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت واضلال وگناہ سے خالی نہیں''

تناقض ۱۲/وہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں آگے چل کر کھلتے ہیں اوّل گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہوگا رفتہ رفتہ حرام ہو گیا یہاں بھی دیکھئے درود تاج شریف میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''دافع البلا'' کہا اس پر یہ غیظ ہے حصہ ۳/صفحہ ۳۴:

''ور دساختن بدعت ضلالت ست''

سبحان اللہ یہ کہنا کہ: یارسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں مباح خالص اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلا ہیں بد دینی و گمراہی۔

تناقض ۱۳/اب بدعت سے بھی چڑھ کر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے شرک وکفر کی ڈھلتی ہے حصہ ۱/صفحہ ۹۳:

''صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کے خواہ دور''

تناقض ۱۴/صفحہ ۱۳۰:

''اسطور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کردے یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے''

تناقض ۱۵/صفحہ ۳/صفحہ ۱۹:

''وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کردو''

''سھل لنا اشکالنا'' میں یہی تو تھا مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل تھے وہ کفر حلال ومباح ہو گیا۔

تناقض ۱۶/حصہ ۳/صفحہ ۳۴/پر شاعر جو نعت اقدس میں لفظ صنم یا بت یا آشوب ترک یا فتنۂ عرب باندھتے ہیں اس کا سوال تھا، یہ لوگ نہ وہابی ہوتے ہیں نہ ان کے

اپنے لہٰذا یہاں گنگوہی جولانیاں دیکھئے خود کہا کہ:

''یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معنی حقیقیہ ظاہرہ مردا نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں''

اور آخر حکم یہ جڑا کہ:

''پس انکا بکنا کفر''

ملاحظہ ہووہی ایہام وہاں تھا وہی یہاں، وہاں تو مباح خالص تھا حتیٰ کہ عوام کی مجلسوں میں بھی اس کے پڑھنے کو معصیت کہنا بھی ناممکن تھا بلکہ غلبۂ محبت نے کراہت تک کھودی تھی یہ یوں کہ اپنوں کا قدم درمیان تھا۔

یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ پیش عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہو گیا غلبۂ محبت نے بھی کام نہ دیا یوں کہ یہ نعت گویوں کا معاملہ تھا غرض کفر دشرک وحرام سب اپنے گھر کے ہیں اسی بات پر اپنوں کو معصیت سے بھی بچالیا اسی پر اوروں کے لئے معصیت چھوڑ کفر پھنٹا دیا مگر قرآن عظیم سے نہ سنا **اکفّار کم خیر من اولئکم ام لکم برائۃ فی الزبر ٥** کیا تمہارے کافر کچھ ان سے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہوان پر نہ ہو یا تمہارے لیے کتابوں میں آزادی لکھی کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال۔

آپنے دیکھا تناقص ایسے ہوتے ہیں اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال بد دیانتی سے کہ اپنوں کی خاطر **یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم**۔

(۱۷) دیوبندیہ نے امام اہل سنت پر تو جتنا طوفان جوڑا تھا کہ اسمٰعیل کی نیت کا حال معلوم ہونے کا دعویٰ فرمایا گنگوہی صاحب کی دیکھئے صاف بتا رہے ہیں کہ نعت گویوں کی نیت ہمیں معلوم ہے معنی حقیقی کہ کفر ہیں ان کے مراد نہیں مجازی مقصود ہیں پھر بھی حکم یہی ہے کہ کافر ہیں۔

(۱۸) تناقض وغیرہ تو بالائے طاق رہے گنگوہی فتوؤں پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وجناب حاجی امداد اللہ صاحب اور گیہوؤں کے ساتھ کے گھن قاسم نانوتوی

صاحب کے کفروں کی خبر لیجئے!

حضرت شاہ صاحب اپنے قصیدہ ''اطیب النغم'' کی شرح وترجمہ میں لکھتے ہیں:

''فصل یازدہم درابتہال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید اوداشتہ شود برائے ازالۂ مصیبتے توپناہ دہندۂ منی از ہجوم مصیبت وقتے کہ خلاند در دل بدترین چنگال''

اسی میں ہے:

''ذکر بعض حوادث زمان کہ دران حوادث لا بدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''

یہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح وترجمہ میں فرماتے ہیں:

''فصل ششم درمخاطبۂ جناب عالی علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات نداکنند زاروخوارشدہ بشکستگی دل وبہ پناہ گرفتن کہ اے رسول خدا عطائے ترامیخواہم روز فیصل کردن وقتیکہ فرود آید کاعظیم درغایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست روآوردن من بہ تست پناہ گرفتن من ودرتست امید داشتن من''

یہ وہی دافع البلا ہے جس کے سبب درودتاج پروہ حکم چلا ہے اسی میں ہے:

''نیست ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وے مگر رجوع می کنند از عطائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیرابی''

جناب حاجی امداد اللہ صاحب ؎

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی ○ مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں ○ بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر ○ مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپکے ہاتھوں ○ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو ○ بس اب قیدِ دوعالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

نانوتوی صاحب سے

اگر جواب دیا بیکسوں کو تو نے بھی ○ تو کوئی اتنا نہیں جو کرے پچھ استفسار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ○ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام ○ کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار

نانوتوی صاحب اپنا اسلام برائے نام آخر تحذیر الناس میں کہہ چکے ہیں کہ:

''اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دستگیری فرما کر ورطۂ ہلاکت سے نجات دیں''

یعنی قدیصدق یہ حضرات کہ حضور سے مانگ رہے ہیں حضور سے عرض کر رہے ہیں کہ یوں کر دیجئے حضور کو عطا کنندہ و پناہ دہندہ وغیرہ وغیرہ کہہ رہے ہیں گنگوہی فتووں پر ضرور کافر مشرک بالاتفاق ہوئے۔

(۱۹) پھر گنگوہی صاحب کہاں بچ کر جاتے ہیں یہ جناب حاجی صاحب کے مرید اور حضرت شاہ صاحب کے غلام فتاوی گنگوہی حصہ دوم صفحہ ۱۸۲:

''بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اوسی خاندان کا شاگرد ہے''

معاذ اللہ کافروں مشرکوں کو پیر بنانے والا کب مسلمان رہ سکتا ہے۔

(۲۰) تذئیل اجل آپ نے کہا تھا:

''ہم یہی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے''

اس کا بطلان تو آپ پر واضح ہو گیا ہاں آپ دیوبندیہ وہ امکان ذاتی بھی مانتے ہیں جس کا ماننا قطعاً کفر ہے اسے بھی سن لیجئے کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں جس دلیل سے بھی اپنا اور دیوبندیوں کا کفر آپ پر واضح ہو جائے آپ ضرور قبول فرمائیں گے۔

# تمام دیو بندی بلکہ

## سارے وہابی لاکھوں کروڑوں خداؤوں کو پوجتے ہیں اور ان کا خدا جوف دار کھکل ہے

امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی نے معاذ اللہ باری عزوجل کا جھوٹا ہونا ممکن بنانے کے لئے دو ۲ ملعون دلیلیں گڑھیں جن کا نہایت قاہر رد "سبحٰن السبوح" شریف میں ہے ان میں ایک یہ کہ آدمی تو جھوٹ پر قادر ہے خدا قادر نہ ہو تو آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے۔

مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے اس پر نقض کیا کہ یوں تو تمہارے خدا کا چوری کرنا شراب پینا بھی ممکن ہو جائے کہ آدمی چور اور شرابی ہوتے ہیں خدا نہ ہو سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے، اس پر دیو بند کے بڑے معتمد مولوی محمود حسن دیو بندی صاحب نے ضمیمہ اخبار "نظام الملک" ۲۵/ اگست ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ:

> "چوری شرابخوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی۔ معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے"

یہ تو آنکھیں بند کر کے کہہ ہی بھاگے اور آپ تھانوی صاحب ظاہری وغیرہ جس دیو بندی یا کسی قسم کے وہابی سے پوچھئے یہی کہے گا ورنہ اپنے امام الطائفہ کی دلیل کیسے بنائے گا کیا اسے گمراہ بددین ٹھہرائے گا کہ اس نے یہ کہہ کر اپنے معبود کو تمام ذلتوں، خواریوں، فاحشہ عیبوں، گھنونی باتوں کے قابل بنا دیا ہے۔

اب ان کے خدا کا جوف دار کھکل ہونا تو امکان شرابخواری سے ظاہر انسان کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے شراب اپنے جوف میں داخل کرے ان کا خدا اگر

کھکل نہ ہوگا اس پر قادر نہ ہوگا تو قدرت انسان سے گھٹ رہے گا رہے کروڑوں خدا وہ یوں سمجھئے!

فرمایئے چوری کیا ہے پرائی ملک بے اس کی اجازت کے اس سے چھپا کر لے لینا کیا اپنی ملک کسی کے پاس سے لے لینے کو پکے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہے اور ہو بھی تو یہ صورۃً چوری ہوگی نہ حقیقۃً اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جس کا نفس وجود بے ملک غیر عقلاً ناممکن ونامتصور ومحال بالذات کجمع ا لا ضافات تو چند باتیں قطعاً ثابت ہوئیں:

(۱) بعض اشیاء خدا کی ملک سے خارج اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں جب تو چوری کر سکے گا۔

(۲) وہ دوسرا مستقل خدا ہو کہ اگر تقریر ''تحذیر الناس'' کے طور کا خدا بالعرض ہوا تو مالک بھی بالعرض ہوگا اور اس چیز کا بھی مالک بالذات پھر اللہ واحد قہار رہے گا اور چوری ناممکن ہوگی۔

(۳) جب وہ دوسرا مستقل خدا ہے تو ازلی ابدی ہوگا یہ نہیں کہ امکان سرقہ کے لیے اس کا امکان کفایت کرے اور بالفعل موجود نہ ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم نہ کہ محض ممکن۔

(۴) انسان لاکھوں کروڑوں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے خدا اگر ایک ہی کی چوری کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہو تو انسانی قدرت سے پھر گھٹ رہے۔

لہٰذا واجب کہ لاکھوں کروڑوں ازلی ابدی خدا موجود واجب الوجود ہوں تو قطعاً ثابت ہوا کہ دیوبندیہ وہابیہ کروڑوں خداؤں کے پجاری ہیں۔

ہے تھانوی وغیرہ کسی دیوبندی یا وہابی میں دم کہ اس کا جواب لا سکے یا اپنے کروڑوں خدا میں سے ایک بھی گھٹا سکے کذلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمونo.

**الحمد للہ** اوّلاً وآخراً جناب تھانوی صاحب یہ اسی ۸۰ رجبال ہیں تیس ۳۰ ربحث اوّل دس ۱۰ ردوم بیس ۲۰ ربیس ۲۰ رسوم وتذییل میں اگر حسب عادت رسالہ واپس دیا یا سکت یسکت سکوتا کی گردان بھائی فبہا حق.

بحمد اللہ تعالیٰ ظاہر ہو گیا ورنہ بخوشی اجازت ہے کہ تمام اصاغروا کابروؤس و اذناب مل کر جھولیں اور ہم یہ بھی قید نہیں لگاتے کہ آپ خود کاتب بنیں یا ساری پارٹی کہ یقیناً سر جوڑ کر بیٹھے گی دستخط کرے نہیں جواب جس نام سے چاہیئے ہو مگر آپ کی فقط تصدیق ہو تصدیق بھی نہ سہی اتنا ہی لکھ دیں کہ ہم نے دیکھا امور ذیل کا لحاظ ضرور ہے:

(۱) آپ جواب جب چاہیں دیں اتنا بفور وصول ایک کارڈ پر لکھ بھیجیں کہ جواب مہینے دو ۲ ر مہینے سال دوسال اتنے دنوں میں آئے گا یا یہی کہ جواب نہ دیا جائے گا کہ انتظار نہ ہو یہ کارڈ تیسرے چوتھے دن آسکتا ہے ان دو حرفوں کے لکھنے میں آپ کو کیا گھنٹہ لگتا ہے مگر مجھے تو آپ کی خاطر منظور آپ پر نرمی مقصود لہٰذا اس خیال سے کہ اتنی بات لکھنے کے لئے بھی شاید ساری پارٹی سے مشوروں کی ضرورت ہو میں ساتویں بلکہ دسویں دن تک انتظار کروں گا اگر یہ دو حرفی کارڈ نہ آیا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ حسب عادت عار سکوت اختیار فرمائی۔

(۲) یہ جواب خط دوم کی طرح افتراءات وانکار حسیات کی مثل مکابرات پر مشتمل نہ ہو ورنہ ہمیں وقت ضائع کرنا نہیں وہ افتراءات ومکابرات چھانٹ کر آپ کو بھیج دینا ہی کافی جواب ہوگا۔

(۳) اسی ۸۰ ر نمبروں کا جواب جدا جدا ہو جتنے نمبروں کو حق سمجھئے تصریحاً ان کی تسلیم لکھ دیجئے ورنہ اگر عاجزوں کے داب قدیم کی طرح بعض باتوں پر کچھ لب کشائی اور باقی کو پشت نمائی تو جن نمبروں کا جواب نہ ملے گا پہلے سے کہے دیتا ہوں وہ آپ کے تسلیم شدہ ٹھہریں گے اور ان سے اسی طرح احتجاج کیا جائے گا جیسے آپ

صراحۃً تسلیم لکھ دیتے واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم وحسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا با للّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم وبارک علیٰ ناصرنا ومولیٰنا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ و حزبہٖ اجمعین اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری برکاتی

۸؍صفر المظفر ۱۳۳۷ھ

تمّت بالخیر

تمّت بالخیر

تمّت بالخیر

تمّت بالخیر

تمّت بالخیر